صلیبی کلمات
از
اکسیر یوسف

صلیبی کلمات

از

(اکیر یوسف)

ناشرین

مسیحی اشاعت خانہ

۳۶ فیروزپور روڈ لاہور

انتساب

میں اس کاوش کو برادرِ بزرگ پروفیسر
نذیر یوسف بی۔اے، ایم آر۔ اے، ڈی۔ ڈی
کے نام منسوب کرتا ہوں۔ جن کے دامنِ فیض میں
راقم کے ذوقِ علم نے پرورش پائی۔

اکبر یوسف

حرفِ آغاز

صلیب کی ظاہری شکل وصورت میرے لئے اوائل عمر ہی سے غیر معمولی دلچسپی اور توجہ کا مرکز رہی ہے۔ وقت کے ساتھ ساتھ صلیب، تصلیب اور مصلوب میرے دل ودماغ پر کچھ ایسے نقوش ثبت کرتے رہے کہ ایک عرصہ کے بعد تینوں موضوعات کے اسرار ورموز مجھ پہ کھلنے لگے اور رفتہ رفتہ ان کا مفہوم مجھ پر واضح ہونے لگا بالخصوص تصلیب کے کرب کے دوران میں خداوند کی مقدس زبان سے ادا ہونے والے سات کلمات کی گہری معنویت نے مجھے نتیجہ خیز غور وفکر کی طرف راغب کردیا۔

۱۹۷۰ء کی بات ہے، میں نے سات کلمات میں سے پہلے اور چوتھے کا انتخاب کیا اور ان کی وضاحت کی ٹھانی۔ عالم تو تھا نہیں کہ عالمانہ تفاسیر لکھتا تاہم جس قدر ممکن ہوا۔ میں نے ان وضاحتوں کو جامع بنانے کی کوشش کی۔ دونوں مضامین بالترتیب "بشیر النسوان" اور ماہنامہ "کلامِ حق" میں شائع ہونے کی غرض سے دیئے اور خود بڑی بے چینی کے ساتھ قارئین کے ردِ عمل کا انتظار کرنے لگا۔ میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ دونوں رسالوں کے قارئین جن میں سے بیشتر تعداد علمائے دین اور پاسبان حضرات پر مشتمل ہے جن کا تعلق فلسفۂ الٰہیات سے براہِ راست ہے وہ میری اس کاوش پر کیا فتویٰ صادر کرتے ہیں!

مضامین چھپ گئے، پڑھے گئے اور پسند کئے گئے۔ پسند کرنے والوں کے حلقے میں بہت سی اہم شخصیتیں بھی تھیں۔ جن کی تحسین میرے لئے غیر متوقع حوصلہ افزائی کا باعث بھی بنی اور اس موضوع کو زیادہ تفصیل کے ساتھ پیش کرنے کا محرک بھی۔

مجھے ساتوں صلیبی کلمات پر قلم اٹھانے کی تحریک تو ہو گئی۔ لیکن جب رہنمائی کے لئے میں نے صلیبی کلمات سے متعلق مواد کی تلاش شروع کی تو بے حد مایوسی ہوئی۔ اُردو میں ایک کتاب بھی ایسی نہ تھی جو خالصتاً اس موضوع سے متعلق ہو۔ مختلف تصنیفات میں کہیں کہیں مختصر اشارات ضرور دستیاب ہوئے، جن سے استفادہ کرنا میں نے بے حد ضروری سمجھا۔

مسیح خداوند کے ساتوں صلیبی کلمات کی اہمیت کا اصل اندازہ اس وقت ہوتا ہے جب ہم ان کلمات کو عہد نامۂ قدیم کے پس منظر میں دیکھتے ہیں۔ ان کلمات کا مطالعہ اس امر کا ثبوت فراہم کرتا ہے کہ تصلیب کا واقعہ کائنات کی منصوبہ بندی میں عظیم اہمیت کا حامل ہے۔ اور عہد نامۂ قدیم میں اس کے بارے میں بہت سے مقامات پر واضح اور غیر مبہم اشارات موجود ہیں۔ میں نے ساتوں صلیبی کلمات کا جائزہ اسی پس منظر میں لیا ہے۔

میرا خیال ہے کہ میری یہ حقیر کاوش جہاں عام قارئین کی دلچسپی کا مرکز بنے گی۔ وہاں پاسبان حضرات کے لئے بھی خاص طور پر مفید ثابت ہوگی۔ بہر حال اس کی افادیت اور معیار کا فیصلہ کرنا قارئین پر ہے۔ بقول شاعر:

"مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید"

اگر ان میں کچھ ہے۔ تو ارباب ذوق سے نہ صرف داد لیں گے بلکہ روح کی گہرائی میں سما جائیں گے اور اگر کچھ بھی نہیں تو اپنا ڈھنڈورہ آپ ہی پیٹنے سے کیا حاصل۔

آخر میں اس امر کی طرف اشارہ کرنا بے حد ضروری خیال کرتا ہوں کہ آپ کے مفید مشورے اس کی افادیت اور معیار کو بہتر بنانے میں انتہائی معاون ثابت ہوں گے۔

اس کتاب کی تالیف میں یوں تو بے شمار کتب اور مضامین سے استفادہ کیا گیا ہے لیکن وقت کے ساتھ ساتھ بہت سے مضامین اور کتب کے نام حافظہ سے اتر گئے ہیں۔ چند مشہور کتب جن کے نام ابھی تک ذہن میں محفوظ ہیں یہ ہیں۔

۱۔ یسوع مسیح کی گرفتاری اور موت . . . . ڈاکٹر جیمس شاکر

راقم

اکبر یوسف

پہلا کلمہ

(معافی کا کلمہ)

"اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں" (لوقا ۲۳ : ۳۴)۔

صلیب وہ اعلیٰ و ارفع مقام ہے۔ جہاں خداوند یسوع مسیح نے ابلیس، گناہ، موت، قبر اور ہر نوعیت کی انسانی اور مافوق الفطرت طاقتوں کو جو خدا کے خلاف تھیں مغلوب کیا تاکہ نوعِ انسان پر واضح ہو جائے کہ نیکی بالآخر بدی پر غالب آجاتی ہے۔ اس نے اس تصادم میں اپنا خون بہایا، کانٹوں کا تاج پہنا۔ جان لے لینے کی ضربیں برداشت کیں۔ میخوں سے ہاتھ چھدوائے اور اپنے پاؤں میں کیل ٹھکوائے۔ اس نے دشمنوں کے توہین آمیز کلمات سُنے۔ لیکن خاموش رہا، جیسے بھیڑ اپنے بال کترنے والوں کے سامنے بے زبان ہوتی ہے۔ آخر اس کے بند ہونٹ کھلے اور اس کے منہ سے اپنے دشمنوں کے لئے دعائے خیر نکلی "اے باپ! ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔

خداوند یسوع مسیح کے سات صلیبی کلمات میں سے یہ پہلا کلمہ ہے۔ یہ کلمہ مسیح خداوند کی دعائیہ زندگی کا آئینہ دار ہے۔ کلامِ مُقدس کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس نے اپنی خدمت کا آغاز بھی دعا سے کیا اور اب اختتام بھی دعا سے کر رہا ہے ملاحظہ فرمائیں۔ "جب سب لوگوں نے بپتسمہ لیا اور یسوع بھی بپتسمہ پاکر دعا کر رہا تھا" (لوقا ۳ : ۲۱) نجات دہندہ نے [illegible] یہ کتنی عظیم مثال قائم کی ہے۔ ایماندار جس کام کو بھی شروع کرے اُسے دعا سے شروع کرے اور جب یہ پایۂ تکمیل تک پہنچ جائے تو اس وقت بھی دعا کرے۔ دعا روحانی زندگی کا سانس ہے۔ اگر پاک کلام خدا کی آواز ہے تو دعا ہماری آواز ہے، جو خدا کو سنائی جاتی ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی اس دعا کا اثر دیکھنا ہو تو اعمال ۳ : ۱۷ پڑھیے۔ پطرس کہہ رہا ہے "اے بھائیو! میں جانتا ہوں کہ تم نے یہ کام نادانی سے کیا اور ایسا ہی تمہارے سرداروں نے بھی۔" اس دن

خداوند کے کلام کے وسیلہ سے لوگوں کے دل قائل ہوئے اور تین ہزار کا جم غفیر مسیح پر ایمان لے آیا۔ اتنی بڑی جماعت کا بچ جانا، پطرس کی ذاتی کوشش اور علم و تدبیر سے نہیں تھا۔ بلکہ اس بڑی تبدیلی کی محرک خداوند یسوع مسیح کی وہ دعا تھی جو صلیب پر اس نے اپنے دشمنوں کے لئے کی۔ یہ گزشتہ جو ذیل سات حقائق کو پیش کرتا ہے۔

ا۔ یہ انبیاء کی پیشین گوئیوں کی تکمیل ہے

خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت کوئی غیر متوقع بات نہ تھی اور نہ وہ کوئی ایسا المیہ تھا جو دفعتہً ظہور پذیر ہوا ہو۔ بلکہ اس کا ذکر واضح طور پر یہودی پیش گوئیوں کے ذریعے سے کیا گیا تھا۔ یسعیاہ ۵۳ باب میں خداوند یسوع مسیح کی صلیبی موت کے بارے میں پیشگوئی پائی جاتی ہے۔ جس میں خداوند یسوع مسیح کی جانکنی اور حالتِ نزع کی دردناک اور لرزہ خیز تصویر کھینچی گئی ہے: "خطاکاروں کی شفاعت کی" یسعیاہ ۵۳ : ۱۲ یسعیاہ نبی نے جہاں مسیح کو حقیر و مردود، مردِ غمناک اور رنج کا آشنا کہا ہے۔ اس نے صاف طور پر اس حقیقت کو واضح کیا کہ وہ خطاکاروں کی شفاعت کرے گا۔ اس پیش گوئی کی تکمیل عبرانیوں ۷ : ۲۵ میں مرقوم ہے: "اسی لئے جو اس کے وسیلہ سے خدا کے پاس آتے ہیں۔ وہ انہیں پوری پوری نجات دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ ان کی شفاعت کے لئے ہمیشہ زندہ ہے۔" اور اس کا بیّن ثبوت یہ ہے کہ وہ صلیب پر کہہ رہا ہے "اے باپ! اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔"

۲۔ یہ مسیح کی کامل بشریت کا اظہار ہے

"اے باپ انہیں معاف کر" یہ الفاظ غور طلب ہیں کیونکہ اپنی زمینی زندگی اور بشارت کے دوران مسیح نے کبھی ایسے الفاظ استعمال نہیں کئے۔ اس نے لوگوں کی معافی کے لئے خدا سے درخواست نہیں کی۔ بلکہ اپنے الٰہی اختیار سے لوگوں کے گناہ معاف کئے۔ متی ۹ : ۲ میں خداوند یسوع مسیح نے ایک مفلوج سے کہا "خاطر جمع رکھ تیرے گناہ

معاف ہوئے" لوقا ۷ : ۴۸ میں اس نے ایک بدچلن عورت سے کہا "تیرے گناہ معاف ہوئے" حیران کن بات ہے کہ صلیب پر اُس نے کہا "اے باپ ان کو معاف کر"۔ یہودیوں کے عقیدہ کے مطابق گناہ کی معافی کا اختیار صرف خدا کو ہے "گناہ کون معاف کر سکتا ہے سوا ایک یعنی خدا کے" (مرقس ۲ : ۷) لیکن یسوع جو خدائے ثالوث کا دوسرا اقنوم ہے اور جو گناہ معاف کر سکتا ہے، وہ یہاں باپ سے درخواست کرتا ہے کہ "اے باپ ان کو معاف کر" اس حقیقت سے انکار نہیں کہ یسوع خدا ہے۔ لیکن اس کی شخصیت میں دو ذاتوں کا اتحاد ہے۔ وہ کامل انسان ہے اور کامل خدا بھی۔ تثلیث کے دوسرے اقنوم بیٹے نے بشریت اختیار کی تاکہ انسانوں کے مشابہ ہو کر ان کے گناہوں اور خطاؤں کا فدیہ دے۔ اب وہ منجی کی حیثیت سے خدا باپ سے سفارش کر رہا ہے کہ "اے باپ ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔

۲ - یہ کلمہ گناہ اور اس کی سزا کو پیش کرتا ہے

کلامِ مقدس کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے۔ گناہ کا انجام ہولناک ہے۔ کیونکہ خدا جو پاک ہے وہ بدی، گناہ اور نجاست سے نفرت کرتا ہے۔ احبار ۵ : ۱۵-۱۶ میں یوں مرقوم ہے "اگر خداوند کی پاک چیزوں میں کسی سے تقصیر ہو اور وہ نادانستہ خطا کرے تو وہ اپنے جرم کی قربانی کے طور پر ریوڑ میں سے بے عیب مینڈھا خداوند کے حضور چڑھائے۔ جرم کی قربانی کے لئے اس کی قیمت مقدس کی مثقال کے حساب سے چاندی کی اتنی ہی مثقالیں ہوں جتنی تو مقرر کر دے۔ اور جس پاک چیز میں اس سے تقصیر ہوئی ہے وہ اس کا معاوضہ دے اور اس میں پانچواں حصہ اور بڑھا کر اسے کاہن کے حوالے کرے۔ یوں کاہن مجرم کی قربانی کا مینڈھا چڑھا کر اس کا کفارہ دے۔ تو اسے معافی ملے گی"۔ علاوہ ازیں گنتی کی کتاب میں بھی اسی مفہوم کو پیش کیا گیا ہے۔ "اگر تم سے بھول ہو جائے اور تم نے ان سب حکموں پر جو خداوند نے موسیٰ کو دیئے عمل نہ کیا

ہو . . . . . تو ساری جماعت ایک بچھڑا سوختنی قربانی کے لئے گذرانے" (گنتی ۱۵: ۲۲-۲۴)۔ زبور ۱۹: ۱۲ میں لکھا ہے " کون اپنی بھول چوک کو جان سکتا ہے؟ تو مجھے پوشیدہ عیبوں سے پاک کر"۔ ناظرین، گناہ خواہ دانستہ طور پر کیا جائے یا نادانستہ طور پر، اس کی معافی کے لئے کفارہ کی ضرورت ہے۔ ناواقفی اور بے خبری کو معصومیت سے تعبیر کرنا بہت بڑی غلطی ہے۔ میرے خیال کے مطابق نادانستہ گناہ موجودہ دور میں زیادہ مستوجب سزا ہے، کیونکہ خدا کی کتاب بائبل مقدس ہمارے پاس ہے۔ اگر ہم کسی چیز سے ناواقف ہیں تو یہ ہماری سستی اور کاہلی ہے۔ مسیح نے ہمارے ہر قسم کے گناہ کا کفارہ دیا ہے۔ وہ گناہگار انسانیت کے لئے خدا کے غضب کا نشانہ بنا۔ بے شک وہ گناہ سے نفرت کرتا ہے، لیکن گنہگار سے محبت رکھتا ہے۔ اسی لئے اس نے صلیب پر سخت جانکنی کی حالت میں کہا" اے باپ! ان کو معاف کر، کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔

۴۔ یہ انسان کے اندھے پن کو پیش کرتا ہے۔

" یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں" ان الفاظ سے یہ مفہوم لینا کہ خداوند یسوع مسیح کے دشمن اپنے کام کی نوعیت سے بے خبر تھے، درست نہیں۔ دشمن جانتے تھے، اسی لئے انہوں نے دہائی دی " اسے صلیب دے"۔ ان کی آنکھوں کے سامنے مسیح خداوند کو صلیب پر لٹکایا گیا اور اس کے ہاتھوں اور پاؤں کو کیلوں سے چھیدا گیا۔ پھر ان الفاظ کا کیا مطلب ہے؟ وہ اس حقیقت سے ناواقف اور ناآشنا تھے کہ وہ جلال کے خداوند کو مصلوب کر رہے ہیں۔ اب تک اس کی فوق الفطرت پیدائش، معجزات اور عجیب و غریب کاموں کو دیکھ کر ان کو معلوم ہونا چاہئے تھا کہ وہ کون ہے۔ لیکن ان کی آنکھوں پر تعصب اور ہٹ دھرمی کے پردے پڑے تھے۔ ان کی کورچشمی ناقابل معافی ہے۔ انہوں نے اقرار کیا کہ " انسان نے کبھی ایسا کام نہیں کیا"۔ افسوس کا مقام ہے کہ آج بھی بے شمار لوگ دنیا کی دلفریبیوں اور رنگینیوں میں مست ہیں۔ وہ بھول گئے ہیں کہ ان کا خالق اور مالک بدی اور گناہ سے نفرت کرتا ہے۔

اور جب وہ کسی گناہ کا ارتکاب کرتے ہیں تو وہ مسیح کو ایک بار پھر ذلیل و خوار کرتے ہیں۔

مسیحیوں میں بہت سے لوگ ایسے بھی ہیں، جنہوں نے کئی سالوں سے بائبل نہیں پڑھی۔ دعا کا فقدان ہے۔ دنیا کا نجات دہندہ مدت سے کھڑا ان کے دل کے دروازے پر دستک دے رہا ہے (مکاشفہ ٣ : ٢٠) لیکن دروازہ بند ہے۔

عزیزو! انسان کی نجات اور مخلصی کی ایک ہی امید ہے وہ خداوند یسوع مسیح ہے۔ "کیونکہ آسمان کے تلے آدمیوں کو کوئی دوسرا نام نہیں بخشا گیا جس کے وسیلے سے ہم نجات پا سکیں" (اعمال ٤ : ١٢) اس کے قریب آئیے اور اپنی کھوئی ہوئی روحانی بصیرت حاصل کیجئے۔ وہ آپ کا شفیق ہے۔ وہ آپ کے گناہوں کی معافی کے لئے شفاعت کر رہا ہے۔

"اے باپ! ان کو معاف کر، کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔

٥۔ یہ مسیح کے معلم باعمل ہونیکا بیّن ثبوت ہے

دنیا کی تاریخ میں ایسے بہت سے لوگ ملیں گے، جنہوں نے بڑی بڑی اچھی باتیں کہیں لیکن ان کے قول و فعل میں تضاد رہا۔ اسی لئے کسی نے کہا ہے۔

بہت لوگ باتوں میں لقمان ہیں
عمل میں جو دیکھو تو نادان ہیں

لیکن اس کلمے سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ مسیح کی تعلیم اور اس کے عمل میں مطابقت تھی۔ اس نے اپنے مشہور پہاڑی وعظ میں کہا "لیکن میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ اپنے دشمنوں سے محبت رکھو اور اپنے ستانے والوں کے لئے دعا کرو"۔ (متی ٥ : ٤٤) مسیح نے جو کچھ کہا اسے اپنی زندگی میں پورا کر دکھایا۔ مسیح خداوند نے اپنے شاگردوں کو بھی تاکید کی کہ اپنے دشمنوں اور ستانے والوں کے لئے دعا کریں۔ مسیح نے صلیب پر اپنے دشمنوں کے لئے دعا کی اور یوں اس نے اپنے قول و فعل میں ہم آہنگی کا ثبوت دیا۔ اگر آج ہم اپنے گناہوں سے توبہ کرتے ہیں تو یہ الٰہی معافی ہماری ہے اور ہم خدا کی قربت اور حضوری میں رہ سکیں گے۔

۶ - یہ انسان کی عظیم اور بنیادی ضرورت کا اظہار ہے

اس دنیا میں کوئی شخص ایسا نہیں جو جائز و ناجائز اور واجب و ناواجب کی کیفیت سے آگاہ نہ ہو۔ گناہ ایک حقیقت ہے۔ خواہ کوئی زبان سے اس کا انکار ہی کرے، لیکن دل سے اس کا منکر نہیں ہو سکتا۔ کیوں کہ جب آدم خالق کی نافرمانی کا مرتکب ہوا تو وہ اپنے گناہ کے باعث خدا سے علیحدہ ہو گیا اور یوں انسان گناہ کے بندھنوں میں پھنس گیا۔ اس ہلاکت آفرین حالت سے آزادی اور مخلصی حاصل کرنا اس کے بس کا روگ نہ رہا۔ جیسے ننھا بچہ خود کو گندگی سے آلودہ کر لیتا، لیکن اس گندگی سے اپنے آپ کو صاف نہیں کر سکتا۔ وہ ماں کی طرف ہاتھ پھیلاتا ہے۔ ماں جو بچے کو دیوانگی کی حد تک پیار کرتی ہے، بچے کا مشتاق ہے اور اسے تمام گندگی اور نجاست سے صاف کرتی ہے۔ ماں اگرچہ گندگی سے تو نفرت کرتی ہے لیکن گندے بچے کو پیار کرتی ہے بعینہٖ خدا انسان سے جو گنہگار ہے پیار کرتا ہے، لیکن گناہ سے اسے نفرت ہے۔ انسان بچے کی طرح خود کو گناہ کی نجاست سے پاک اور صاف نہیں کر سکتا۔ پس خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے ہمارے نجات دہندہ کو اس دنیا میں بھیج دیا۔ اس نے ہمارے گناہ اور دکھ بیماریاں اپنے اوپر لیں اور ہماری معافی کا انتظام کیا۔ "پس اے بھائیو! تمہیں معلوم ہو کہ اسی کے وسیلہ سے تم کو گناہوں کی معافی کی خبر دی جاتی ہے اور موسیٰ کی شریعت کے باعث جن باتوں سے تم بری نہیں ہو سکتے تھے، ان سب سے ہر ایک ایمان لانے والا اس کے باعث بری ہوتا ہے۔" (اعمال ۱۳: ۳۸-۳۹) آج یسوع کے نام پر توبہ اور گناہوں کی معافی کی منادی ہو رہی ہے۔ انسان کی کتنی بڑی ضرورت کا انتظام ہو گیا۔ صلیب پر نگاہ کیجئے۔ وہاں مسیح آپ کی شفاعت کر رہا ہے "اے باپ! ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں۔"

۷۔ یہ نجات بخش محبت کی فتح مندی کو ظاہر کرتا ہے

جب وہ اس جگہ پہنچے جسے کھوپڑی کہتے ہیں تو وہاں اسے مصلوب کیا اور دو بدکاروں کو بھی، ایک کو دہنی اور دوسرے کو بائیں طرف۔ تب یسوع نے کہا "اے باپ، ان کو معاف کر کیوں کہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔ جب دشمن جلال کے خداوند کے ساتھ انتہائی انسانیت سوز اور لرزہ خیز سلوک کر چکے جب پیکرِ پاکیزگی اور مجسمِ راست بازی کو ڈاکوؤں کے ساتھ شمار کیا جا چکا تو اس نے اپنے دشمنوں کے لئے دعائے خیر کی۔ وہ چاہتا تو آسمان کے فرشتے دشمنوں پر ٹوٹ پڑتے وہ زبان ہلاتا تو زمین ان کو نگل جاتی۔ وہ اشارہ کرتا تو کائنات کی ہر چیز اس کی مدد کے لئے تیار تھی لیکن اس نے جانکنی اور نزع کی حالت میں بھی اپنے دشمنوں کے لئے دعا کی "اے باپ! ان کو معاف کر"۔ یہ نجات بخش محبت کی فتح مندی نہیں تو اور کیا ہے۔ پولس لکھتا ہے۔ محبت "سب کچھ سہہ لیتی ہے..... سب باتوں کی برداشت کرتی ہے" (۱۔کرنتھیوں ۱۳: ۷)۔ جب سمسون قریب المرگ تھا تو اس نے اپنی طاقت کا استعمال کیا اور اپنے تمام دشمنوں کو نیست و نابود کر دیا۔ لیکن یہاں سمسون سے بھی طاقتور اپنے دشمنوں کی معافی کے لئے شفاعت کر رہا ہے۔ اعمال ۷: ۵۹-۶۰ میں مسیح کے ایک جان نثار خادم کا ذکر ہے۔ ستفنس جامِ شہادت نوش کر رہا ہے "پس یہ ستفنس کو سنگسار کرتے رہے اور وہ یہ کہہ کر دعا کرتا رہا کہ اے خداوند یسوع! میری روح کو قبول کر اور پھر... یہ گناہ ان کے ذمہ نہ لگا"۔ یسوع کی دعا اور ستفنس کی دعا میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ ستفنس نے سب سے پہلے اپنے لئے دعا کی اور بعد میں دشمنوں کے لئے۔ لیکن مسیح نے سب سے پہلے دشمنوں کے لئے دعا کی اور بعد میں اپنے لئے۔

عزیزو! ایک راست باز ناراستوں کی معافی کے لئے شفاعت کر رہا ہے اگر آپ نے دیدہ و دانستہ اسے ٹھکرا دیا تو یاد رکھئے "حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم

جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی۔ ہاں عدالت کا
ایک ہولناک انتظار اور غضب ناک آتش باقی ہے۔ جو مخالفوں کو کھا لے گی" (عبرانیوں ۱۰: ۲۶-۲۷)
دنیا کا صلیب بردار اپنی مصلوبیت کے ایک ایک واقعہ سے کہہ رہا ہے" میں نے تمہاری معافی
کے لئے خون بہایا ہے"۔ اس کے چہرے پر شرابی سپاہی کا پھینکا ہوا تھوک آپ کو گناہوں سے
توبہ کے لئے کہہ رہا ہے۔ اس کی زخمی پیٹھ سے جاری خون پکار رہا ہے کہ گناہ کی مزدوری
موت ہے اور بغیر خون بہائے معافی نہیں۔ وہ آپ کی شفاعت کر رہا ہے" اے باپ"
ان کو معاف کر کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"

دوسرا کلمہ

(نجات کا کلمہ)

"میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج ہی تو میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" (لوقا ۲۳: ۴۳) خداوند یسوع مسیح کے سات صلیبی کلمات میں سے یہ دوسرا کلمہ ہے جو یہ نجات کا کلمہ ڈاکو کی درخواست کا جواب ہے۔

خداوند یسوع مسیح کا خطاکاروں کے ساتھ مصلوب ہونا کوئی اتفاقی امر نہ تھا بلکہ یہ خدا کے مقررہ انتظام کے مطابق تھا "تاکہ جو کچھ پہلے سے تیری قدرت اور تیری مصلحت سے ٹھہر گیا تھا، وہی عمل میں لائیں" (اعمال ۴: ۲۸) پس حاکم وقت کا یہ فرمان کہ مسیح خداوند کو دو ڈاکوؤں کے ساتھ مصلوب کیا جائے، فرمودۂ بائبل مُقدس کے مطابق ہے "خطاکاروں کے ساتھ شمار کیا گیا" (یسعیاہ ۵۳: ۱۲) غور طلب مسئلہ یہ ہے کہ خدا نے کیوں اپنے اکلوتے بیٹے کو خطاکاروں کے ساتھ شمار کیا؟ اس کا خطاکاروں کے ساتھ مصلوب ہونا ضروری تھا کیونکہ وہ تمام بنی نوع انسان کے گناہوں اور خطاؤں کے عوض مصلوب ہو رہا تھا۔ اگرچہ اس کی اپنی ذات اقدس گناہ سے مبرّہ اور منزّہ تھی تاہم وہ ہمارے گناہوں کی خاطر صلیب دیا گیا۔

خداوند یسوع مسیح کی صلیب کے دائیں اور بائیں طرف دو ڈاکوؤں کی صلیبیں تھیں۔ ان دونوں میں سے ایک ڈاکو مسیح پر ایمان کی نظر ڈالتا ہے۔ اس کے ذہن کی تاریکی اس آفتاب صداقت کی کرنوں سے دور ہوتی ہے اور وہ اس کی بے گناہی کا اقرار کرتا ہے۔ لیکن دوسرا ڈاکو اس کا انکار کرتا ہے اور ہجوم کے ساتھ مل کر اس پر لعن طعن کرتا ہے۔ یاد رہے کہ دونوں ڈاکو مسیح کے قریب تھے۔ صلیب پر چھ گھنٹے کے دوران میں ظہور پذیر ہونے والے واقعات سے دونوں آگاہ تھے۔ دونوں ہی بدکار

تھے اور دونوں ہی انتہائی اذیت کا شکار تھے۔ دونوں قریب المرگ تھے اور دونوں کو گناہوں سے نجات پانے کی ضرورت تھی۔ لیکن ایک ڈاکو اپنے گناہوں ہی میں مر گیا اور دوسرے نے مسیح کو قبول کیا اور اس کی معافی بخش قدرت پر ایمان رکھتے ہوئے اس سے رحم کی التجا کی اور فردوس میں پہنچ گیا۔ ایک ہی قسم کے حالات میں ایک مسیح کو قبول کرتا ہے اور دوسرا اس کا تمسخر اڑاتا ہے۔ آج کلیسیا کی بھی یہی حالت ہے۔ ایک ہی گرجے میں بہت سے لوگ جاتے ہیں۔ ایک ہی پیغام کو سنتے ہیں۔ کچھ کلام کو اپنے دل میں جگہ دیتے اور کلام کے مطابق اپنی زندگیاں گزارتے ہیں۔ لیکن دوسرے دنیاوی دلفریبیوں میں الجھے رہتے ہیں۔ ان کے نزدیک خدا کا کلام بے فائدہ ہے۔ وہ سنتے ہوئے نہیں سنتے اور اپنے لئے ہلاکت پیدا کرتے ہیں۔ لیکن خدا چاہتا ہے کہ ہم سب بچ جائیں: "یہ ہمارے منجی خدا کے نزدیک عمدہ اور پسندیدہ ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ سب آدمی نجات پائیں اور سچائی کی پہچان تک پہنچیں" (۱-تیمتھیس ۲: ۳-۴)

صلیب پر ڈاکو کا نجات حاصل کرنا۔ مسیح کے بے بیان فضل کا آئینہ دار ہے۔ ہمارا خدا فضل کا خدا ہے اور نجات صرف اس کے بے انتہا فضل سے ہے نہ کہ ہمارے اعمال حسنہ سے: "کیونکہ تم کو ایمان کے وسیلہ سے فضل ہی سے نجات ملی ہے اور یہ تمہاری طرف سے نہیں خدا کی بخشش ہے" (افسیوں ۲: ۸)۔ تائب دل ڈاکو کا فوق الفطرت واقعات کے رونما ہونے سے پہلے نجات پا جانا خدا کے فضل کی عکاسی کرتا ہے۔

تائب دل ڈاکو کا ایمان ایک زندہ اور حقیقی ایمان ہے۔ اس نے ایسے وقت مسیح سے درخواست کی جب کہ مجمع یسوع مسیح پر لعن طعن کر رہا تھا۔ اس نے ظلم و ستم ہوتے دیکھا تھا۔ اس نے مسیح کے زخموں سے خون بہتے اور اسے صلیب اٹھاتے وقت ٹھوکر کھاتے اور گرتے دیکھا تھا۔ اس نے دشمنوں کے توہین آمیز کلمات سنے جو وہ مسیح پر کستے تھے۔ اس نے دیکھا کہ اتنے بڑے ہجوم میں کوئی بھی نہیں جو برملا اس کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کرے۔ اس بے بسی کی حالت میں ڈاکو کا مسیح خداوند سے رحم کی درخواست کرنا اس کے ایمان کی مضبوطی کو ظاہر کرتا ہے۔

نجات کا رکن حسب ذیل سات بڑے حقائق کا حامل ہے۔

۱۔ یہ نمائندہ خطاکار کو پیش کرتا ہے

مسیح کی صلیبی موت میں ڈاکو کا کردار نمائندہ گنہگار کو پیش کرتا ہے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ مسیح سے درخواست کرنے والا ڈاکو شریف النفس تھا۔ لیکن یہ درست نہیں کیونکہ دونوں ڈاکوؤں کی فطرت اور حالات میں ذرہ بھر بھی فرق نہ تھا۔ دونوں نے دنیا کے نجات دہندہ پر آوازے کسے۔ اسی طرح ڈاکو بھی جو اس کے ساتھ مصلوب ہوئے تھے اس پر لعن طعن کرتے تھے (متی ۲۷: ۴۴) کتنی قابل رحم ہے اس ڈاکو کی زندگی جو ہمیشہ کی زندگی کے کنارے کھڑا ہے لیکن اسے لینے سے انکار کر رہا ہے۔ دشمنوں کے ساتھ مل کر نجات دہندہ کی تضحیک کرتا ہے۔ یہ خباثت کی انتہا ہے۔ یہ انسانی دماغ کی سیاہ کاری اور خدا کے خلاف ـــــ عداوت کی غمازی کرتا ہے۔ یعنی ہماری حالت ہے۔ ہم اپنے گناہوں اور گھنونے کاموں سے اس کی تذلیل کرتے ہیں۔ چونکہ ہم سب گناہ کی قید میں ہیں، اس لئے ہمارے اعمال بھی گناہ کے تابع ہیں (رومیوں ۳: ۲۳) بلکہ اس کا زہر ہماری فطرت اور ذات میں سرایت کر گیا۔ یہاں تک کہ ہمارا سب کچھ ناپاک ہے (رومیوں ۷: ۱۸)۔ ہم اپنی کوششوں اور حکمت عملی سے اس قید سے رہائی نہیں پا سکتے۔ لیکن ساتھ ہی اس ہلاکت آفرین حالت سے نجات حاصل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔ اس لئے خدا نے اپنے بے بیان فضل سے ہم کو مخلصی بخشی۔

اگر ہم بھی تائب دل ڈاکو کی طرح محسوس کریں کہ ہم خطاکار ہیں اور گناہ کی مزدوری موت ہے، تو یقیناً ہم بھی ڈاکو کے ہمزبان ہوکر پکار اٹھیں گے "اے یسوع! مجھے یاد کرنا"

خدا کرے کہ ہم بھی اس ڈاکو کی طرح یسوع مسیح سے اس کے ساتھ رہنے کی درخواست کریں۔ لیکن اس کے لئے اقرار شرط ہے۔ ماننا پڑے گا کہ ہم گنہگار اور چور اور ڈاکو ہیں۔ مگر ہم گنہگار، چور اور ڈاکو کہلانا پسند نہیں کرتے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ہماری زندگیاں چوروں اور ڈاکوؤں کی زندگیوں سے بھی بدتر ہیں۔

فرض کریں کہ امریکہ سے کوئی کمپنی اپنا ایک کارندہ پاکستان کی کسی فیکٹری میں بھیجتی ہے اور ہر ماہ اس کی تنخواہ اسے دیتی ہے۔ لیکن وہ کارندہ کسی دوسری فیکٹری میں کام کرنا شروع کر دیتا ہے اور وہاں سے بھی ہر ماہ تنخواہ وصول کرتا ہے۔ لیکن جب کمپنی والوں کو اس بات کا علم ہوتا ہے تو کیا وہ اسے چور نہ کہیں گے؟ یقیناً وہ چور اور دغا باز ہے۔ یہی حالت انسان کی ہے۔ خدا نے اسے پیدا کیا اور اسے اس دنیا میں رکھا تا کہ اس کا جلال ظاہر کرے۔ لیکن انسان خدا کے کام کو چھوڑ کر ایک دوسرے مالک "شیطان" کے لئے کام کرتا ہے کیا یہ چوری اور ٹھگی نہیں۔ اگر نجات دہندہ کی رفاقت میں رہنے کی آرزو ہے تو اپنے گناہوں سے توبہ کریں تو پھر وہ اس ڈاکو کی طرح آپ کو بھی کہے گا "تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"۔

۲۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ نجات کے لئے اپنی بے بسی کا اقرار کرنا ضروری ہے

ڈاکو کی تبدیلی ایک نمونہ کی تبدیلی تھی۔ اس نے اپنی فطری بدکاری اور ریاکاری کو محسوس کیا اور خداوند یسوع مسیح سے رحم کی درخواست کی۔ کیونکہ اپنی ذاتی کوشش سے نجات حاصل کرنا ممکن نہیں۔ "تو اس نے ہم کو نجات دی مگر راستبازی کے کاموں کے سبب سے نہیں جو ہم نے خود کئے بلکہ اپنی رحمت کے مطابق نئی پیدائش کے غسل اور روح القدس کے سبب نیا بنانے کے وسیلہ سے (ططس ۳:۵)

مذکورہ بالا آیات سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ نیک اعمال سے نجات حاصل کرنا ممکن نہیں۔ وہی نئے گناہ کی دیوار جو خدا کو ہم سے جدا کرتی ہے، نیک اعمال کے وسیلہ سے دور نہیں کی جا سکتی۔ فرض کریں کہ کوئی شخص قحط کے زمانہ میں اپنی فیاضی اور سخاوت سے بہت سے لوگوں کو فاقہ کشی سے بچاتا ہے اور پھر کسی وقت غصہ میں آ کر کسی آدمی کو مار ڈالتا ہے۔ اب کیا اس کی سخاوت اور فیاضی اس کو خون کے جرم سے بری کر دے

گی اور اس کو سزا سے بچا لے گی؟ اگر وہ اپنی سخاوت اور فیاضی کی بنا پر رحم کی درخواست کرے تو کیا حاکم اس کا کچھ خیال کرے گا؟ ہرگز نہیں، بلکہ وہ کہے گا کہ سخاوت اور فیاضی میں تم نے اپنا فرض ادا کیا۔ اس سے تمہارے جرم کی معافی نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح ہمارے نیک اعمال ان گنت گناہوں کو دور نہیں کر سکتے۔ اس لئے نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح نے فرمایا "جب سب حکموں کی تعمیل کر چکو تو کہو کہ ہم نکمے نوکر ہیں جو ہم پر فرض تھا وہی کیا ہے" لوقا ۱۷:۱۰۔ کلام مقدس کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ کوڑھ کی بیماری گناہ کے مرض کو پیش کرتی ہے کوڑھ لا علاج ہوتا تھا۔ صرف خدا کے رحم ہی سے اس موذی مرض سے چھٹکارا پایا جا سکتا ہے۔ بعینہٖ گناہ کے مرض سے بھی ماسوا خدا اور کوئی شفا نہیں دے سکتا ہے۔ گنہگار انسان مسرف بیٹے سے مشابہ ہے جس نے اپنا تمام اثاثہ عیش و عشرت میں ختم کر دیا اور محتاج ہو گیا اور اپنے باپ سے درخواست کرنے کی بجائے کسی اور کے پاس چلا گیا اور اس آدمی کے سؤر چرانے کے لئے مقرر ہو گیا۔ بالفاظ دیگر جو نہی مسرف بیٹے نے اپنی ذاتی کوشش سے پریشان کن حالات سے نجات پانے کی ٹھانی انجام تلخ تھا۔ وہ لوگ جو اپنی کوششوں اور طریقوں سے نجات پانے کے آرزومند ہیں ایک بہت بڑی غلطی کر رہے ہیں۔

عزیزو! گنہگار انسان کی مثال اس عورت کی سی ہے جس کے بارہ برس سے خون جاری تھا۔ وہ اپنی کوششوں سے تھک ہار گئی تھی۔ اپنی تمام دولت کو پانی کی طرح بہا دیا تھا۔ لیکن جونہی مسیح کے پاک دامن کو چھوتی ہے۔ لا علاج مرض جاتا رہتا ہے گناہ کے مرض کا واحد علاج وہی ایک شخصیت ہے، جس نے بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ دیا ہے۔ مرتے ہوئے ڈاکو نے اپنی کمزوری اور بے بسی کا اظہار کیا تو فردوس کے دروازے اس پر کھل گئے۔ "تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہو گا۔"

۴- یہ توبہ اور ایمان کے مفہوم کو ظاہر کرتا ہے

بعض لوگ گناہوں پر افسوس کرنے کو توبہ کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ لیکن محض گناہوں پہ افسوس کرنا ہی توبہ نہیں، کیوں کہ گناہوں پر افسوس تو یہوداہ اسکریوتی نے بھی کیا۔ اسی طرح گناہوں کو ترک کرنا بھی توبہ نہیں، کیوں کہ شمعون جادوگر نے بھی جادوگری ترک کر دی تھی، لیکن پھر بھی پطرس نے اس سے کہا "میں دیکھتا ہوں کہ تو پت کی سی کڑواہٹ اور ناراستی کے بند میں گرفتار ہے" (اعمال ۸: ۲۳)۔ حقیقی توبہ گناہ کی قائلیت، گناہ سے بیزاری اور گناہ کو ترک کرنا ہے۔ یہی بات ہم اس ڈاکو میں دیکھتے ہیں۔ وہ اپنے ساتھی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے "کیا تو خدا سے بھی نہیں ڈرتا، حالانکہ اسی سزا میں گرفتار ہے؟" ابھی تھوڑا عرصہ پہلے یہی ڈاکو دشمنوں کے ساتھ مل کر مسیح خداوند کا مضحکہ اڑا رہا تھا۔ لیکن خدا کے پاک روح نے کام کیا اور ڈاکو کی فکر، رجحان اور عمل یکسر بدل گئے۔ وہ دوسرے ڈاکو سے کہہ سکتا تھا "کیا تو سزا سے نہیں ڈرتا؟" وہ خدا کو بطور منصف قبول کرتا ہے۔ "ہماری سزا تو واجبی ہے، کیوں کہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں۔ لیکن اس نے کوئی بیجا کام نہیں کیا" (لوقا ۲۳: ۴۱)۔ ڈاکو اپنے گناہ کا اقرار کرتا ہے اور تسلیم کرتا ہے کہ وہ مستوجب سزا تھا اور ساتھ ہی خداوند یسوع مسیح کی بے گناہی کو بھی پیش کرتا ہے، جس کے نتیجہ میں وہ نجات پاتا ہے۔ ڈاکو کی توبہ اس کے مضبوط ایمان کی نشاندہی کرتی ہے۔ اس لئے وہ خدا کے بے انتہا فضل سے بچ گیا! لیکن تمہارے بارے میں اے بھائیو! خداوند کے پیارو، ہر وقت خدا کا شکر کرنا ہم پر فرض ہے کیوں کہ خدا نے تمہیں ابتدا ہی سے اس لئے چن لیا تھا کہ روح کے ذریعے سے پاکیزہ بن کر اور حق پر ایمان لا کر نجات پاؤ" (۲- تھسلنیکیوں ۲: ۱۳)۔ اکثر لوگ یہ بھی کہتے

ہیں کہ جو ابتدا ہی سے چن لئے گئے ہیں ان کے لئے ایمان لانا چنداں ضروری نہیں لیکن
ان کا یہ بیان درست نہیں اور نہ ہی بائبل مقدس اس مطلب و مفہوم کو پیش کرتی
ہے۔ بائبل کی تعلیم کے مطابق نجات پانے کے لئے "حق" پر ایمان لانا ضروری ہے
اور مسیح خداوند نے اعلانیہ کہا "راہ اور حق اور زندگی میں ہوں"۔

جو صلیب مسیح کے لئے تیار کی گئی اس پر پیلاطس نے یہ الفاظ لکھے "یہودیوں
کا بادشاہ ہے"۔ یہودی اس پر بڑبڑائے اور پیلاطس سے درخواست کی کہ وہ ان
الفاظ کو بدل کر یوں لکھے" اس نے کہا کہ وہ یہودیوں کا بادشاہ ہے"۔ لیکن خدا کے
پاک روح نے پیلاطس کو یہ الفاظ بدلنے نہ دیئے تاکہ مجوسیوں کی پیشین گوئی پوری
ہو "یہودیوں کا بادشاہ جو پیدا ہوا کہاں ہے؟" یہ یہودیوں کا بادشاہ ہے۔
یہ الفاظ ڈاکو نے صلیب پر لکھے ہوئے دیکھے اور وہ مسیح کی بادشاہی کا اقرار کر کے
نجات پا گیا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ بہت سے گھروں میں خدا کا کلام ہی نہیں اور اگر
ہے بھی تو کبھی پڑھنے کی زحمت نہیں کی۔ ایمان پڑھنے سننے سے پیدا ہوتا ہے۔ خدا
کے کلام کو پڑھنا بھی خدا کے کلام کو سننے کے مترادف ہے۔ لہٰذا جو لوگ بائبل کو پڑھتے
نہیں، ان میں ایمان کیسے پیدا ہوگا؟ کیونکہ راستبازی کے لئے ایمان لانا دل
سے ہوتا ہے اور نجات کے لئے اقرار منہ سے کیا جاتا ہے" (رومیوں ۱۰: ۱۰)۔
ڈاکو کا ایمان سچا اور دل سے تھا۔ اس کا ایمان پختہ اور سادہ ہے۔ اس نے
خداوند یسوع مسیح سے اس کی بادشاہی میں بلند و بالا مرتبہ کی درخواست نہیں کی
اس نے کہا "اے یسوع، جب تو اپنی بادشاہی میں آئے تو مجھے یاد کرنا"۔ صرف یاد
کرنے کی درخواست کی ہے۔

اس ڈاکو کا ایمان جرأت مندانہ تھا۔ دشمنوں کی آنکھیں صلیب پر لگی ہوئی ہیں۔
وہ اس کا تمسخر اڑا رہے ہیں۔ اس پر آوازے کس رہے ہیں۔ سپاہی بھی اس کا ٹھٹھا کر
رہے ہیں۔ "اور سپاہیوں نے بھی پاس آ کر اور سرکہ پیش کر کے اس پر ٹھٹھا
مارا" (لوقا ۲۳: ۳۶)۔ غرضیکہ ہر طبقہ کا انسان اس کے لئے توہین آمیز کلمات

استعمال کر رہا ہے۔ ان حالات میں بھی ڈاکو اپنے ساتھی کو جھڑکتا ہے اور مسیح کی بےگناہی کا اقرار کرتا ہے اور اس کی بادشاہت پہ یقین لاتا ہے کیا ہم بھی ڈاکو کی جرأت اور دلیری سے مسیح پہ ایمان کی گواہی دے رہے ہیں؟

۴۔ یہ حیرت انگیز روحانی بصیرت کا اظہار ہے

صلیب پر ڈاکو نے اپنے گناہوں کو محسوس کیا اور مسیح کی بادشاہت پہ اپنے ایمان کا اعلانیہ اظہار کیا۔ اس کے منہ سے نکلا ہوا مختصر فقرہ اپنے اندر معنی کا ایک دریا لئے ہوئے ہے۔

اول: ڈاکو اس حقیقت پہ ایمان رکھتا ہے کہ خدا گناہوں کی سزا دے گا۔ اس نے وہ اپنے ساتھی کو جھڑکتا ہے اور کہتا ہے کہ کیا تو خدا سے نہیں ڈرتا جو اس معصوم اور بےگناہ کی تضحیک کرتا ہے۔ خدا منصف ہے، اس سے ڈر۔

دوم: ڈاکو کے دل میں احساس گناہ موجود ہے۔ "ہماری سزا تو واجبی ہے کیونکہ اپنے کاموں کا بدلہ پا رہے ہیں۔" وہ محسوس کرتا ہے کہ وہ خطاکار ہے اور وہ اپنے کئے کی سزا پا رہا ہے۔ لیکن اس احساس سے اس کا دوسرا ساتھی ناآشنا ہے۔

سوم: وہ مسیح کی معصومیت اور بےگناہی کا اعلان کرتا ہے: "لیکن اس نے کوئی بےجا کام نہیں کیا" (لوقا ۲۳: ۴۱)۔ خداوند یسوع مسیح کی زندگی گناہ سے مبرا اور منزہ تھی۔ اس کی بےگناہی کا اعتراف دشمنوں نے بھی کیا۔ یہوداہ اسکریوتی نے کہا "میں نے ایک بےگناہ کا خون بہایا۔" پیلاطس نے کہا "میں نے اس میں قتل کی کوئی وجہ نہیں پائی۔" پیلاطس کی بیوی نے کہا "تو اس راست باز سے کچھ کام نہ رکھ۔" یہی بےگناہ شخصیت اب صلیب پہ لٹکی ہوئی ہے۔ ڈاکو کی روحانی بصیرت

کام کرتی ہے اور وہ اس کی بے گناہی کا علانیہ ذکر کرتا ہے۔

چہارم: ڈاکو مسیح یسوع کے خداوند ہونے کا اقرار کرتا ہے۔ مسیح صلیب پر لٹکا ہوا ہے۔ لوگ تمسخر اڑا رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ "اگر تو خدا کا بیٹا ہے تو صلیب پر سے اتر آ۔" مسیح نے اس کا کوئی جواب نہیں دیا۔ لیکن پھر بھی ڈاکو اس پر ایمان لے آتا ہے اور اسے خداوند کہتا ہے۔ ڈاکو کوئی عجیب کام یا معجزہ دیکھ کر خداوند نہیں کہتا بلکہ ایمان سے خداوند کو قبول کرتا ہے۔ مبارک ہیں وہ لوگ جو بے دیکھے ایمان لاتے ہیں۔

پنجم: ڈاکو خداوند یسوع مسیح کی بادشاہت پر ایمان لاتا ہے۔ ڈاکو اس کی بادشاہت کا یقین کرتا ہے۔ ایسے حالات میں جب کہ ہر کوئی اس کا مضحکہ اڑا رہا ہے۔

ششم: ڈاکو اس بات پر ایمان رکھتا تھا کہ یسوع نجات دے سکتا ہے جب مسیح خداوند نے صلیب پر سے اپنے دشمنوں کے لئے دعا کی تو ڈاکو کے لئے یہ معافی کا پیغام بہت مؤثر ہوا۔ اس نے پکار کر کہا "مجھے یاد کرنا" یا بالفاظ دیگر "مجھے نجات دینا"

ہفتم: ڈاکو مسیح کی آمد ثانی پر ایمان رکھتا ہے "جب تو آئے" وہ حال سے مستقبل کی طرف دیکھتا ہے۔ وہ صلیب پر ایمان کی آنکھوں سے اس کی دوسری آمد کا نظارہ کرنے لگتا ہے۔

۵- یہ یسوع مسیح کو بطور نجات دہندہ پیش کرتا ہے

کوہ کلوری کی تینوں صلیبیں ایک دوسری سے بہت دور نہ تھیں۔ اس تاثب دل ڈاکو کی پکار مسیح خداوند بآسانی سن سکتا تھا۔ ہجوم کا ایک آدمی اس پر لعن طعن کر رہا ہے اور اس سے الوہیت کا ثبوت طلب کرتا ہے۔ لیکن تھا دہ

یسوع مسیح اس کی باتوں پر کوئی توجہ نہیں دیتا۔ لیکن چونکہ ایک تائب دل کی پکار اُس کے کانوں تک پہنچتی ہے، وہ بلا تاخیر جواب دیتا ہے " تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔" مرنے والے تائب دل ڈاکو کی نجات اس حقیقت کو ظاہر کرتی ہے کہ وہ ہر گنہگار کو جو توبہ اور ایمان سے اس کی طرف رجوع کرتا ہے قبول کرتا ہے۔" کیونکہ ابنِ آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہے" (لوقا ۱۹: ۱۰)۔

اگرچہ ڈاکو کو آخری وقت میں نجات ملی تاہم ہمیں اپنی زندگی کے آخری ایام کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔ کیا معلوم کہ کب موت آ جائے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک لڑکی ایک کنونشن میں گئی۔ خدا کے مؤثر کلام نے اس کے دل پر اثر کیا اور اسے اپنے گناہوں کا شدت سے احساس ہوا لیکن وہ یہ سوچ کر چلی گئی کہ ابھی کونسی جلدی ہے کل توبہ ہو جائے گی۔ ابھی راستے ہی میں تھی کہ ایک حادثہ کا شکار ہو گئی اور بغیر توبہ کے مر گئی۔ اگر آپ کے دل میں احساس گناہ پیدا ہوا ہے۔ تو آج ہی توبہ کر کے نجات دہندہ کی رفاقت میں آ جائیے۔

۶۔ یہ مخلصی یافتہ کے اطمینان بخش انجام کو پیش کرتا ہے

" تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا۔" ڈاکو نے صرف یاد رکھنے کے لئے درخواست کی۔ لیکن خداوند یسوع مسیح اسے اپنے ساتھ تا ابد رکھنے کا یقین دلاتا ہے۔ اس حقیقت میں ذرہ بھر بھی شک نہیں کہ خدا ہماری توقعات سے زیادہ ہمیں دیتا ہے۔ وہ جسمانی موت کے بعد نئی زندگی کا پیغام ہی نہیں دیتا۔ بلکہ ایمانداروں کو اپنے ساتھ رکھنے کا وعدہ بھی کرتا ہے۔ اسی لئے ستفنس نے کہا" اے خداوند یسوع میری روح کو قبول کر" (اعمال ۷: ۵۹)۔

یہی مبارک اور جلالی اُمید تھی۔ جس کی بنا پر پولس رسول لکھتا ہے "میرا جی چاہتا ہے کہ کوچ کر کے مسیح کے پاس جا رہوں کیونکہ یہ بہت ہی بہتر ہے" (فلپیوں ۱: ۲۳)۔ کیونکہ اس کا انجام مسیح کے ساتھ ابدی رفاقت ہے۔ لیکن برعکس اس کے غیر نجات یافتہ لوگوں کی روحوں کا انجام ابدی ہلاکت ہوگا۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ جو بھی گنہگار توبہ کرتا اور مسیح پر ایمان لاتا ہے وہ بچ جاتا ہے "جو بیٹے پر ایمان لاتا ہے ہمیشہ کی زندگی اس کی ہے۔۔۔ " (یوحنا ۳: ۳۶) اور ابدی میراث پاتا ہے "اور باپ کا شکر کرتے رہو۔ جس نے ہم کو اس لائق کیا کہ نور میں مقدسوں کے ساتھ میراث کا حصہ پائیں" (کلسیوں ۱: ۱۲) اپنے اندر خدا کے پاک روح کو کام کرنے دیجئے وہ آپ کے اندر عجیب و غریب تبدیلی پیدا کر سکتا ہے ہر طرح کے گناہ معاف کرنے پر قادر ہے یسعیاہ نبی کی معرفت اس نے فرمایا "اگرچہ تمہارے گناہ قرمزی ہوں وہ برف کی مانند سفید ہو جائیں گے اور ہر چند وہ ارغوانی ہوں تو بھی اُون کی مانند اُجلے ہوں گے" (یسعیاہ ۱: ۱۸) لعزر اور امیر آدمی کے قصہ کو یاد کیجئے اور ان کے انجام پر غور کیجئے۔ غریب لعزر کی طرح اطمینان بخش انجام کی تمنا ہے تو تائب ڈاکو کی طرح اس کے قدموں میں آئیے جس نے تمام بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ دیا۔

۷۔ یہ رفاقت کیلئے نجات دہندہ کی انتہائی آرزو کا اظہار ہے

"تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" آج ہی ایسے وہ الفاظ ہیں جو نجات یافتہ لوگوں کے ساتھ مسیح خداوند کی رفاقت کو پیش کرتے ہیں۔ "خدا سچا ہے۔ جس نے تمہیں اپنے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی شراکت کے لئے بلایا ہے" (۱۔ کرنتھیوں ۱: ۹) اس حقیقت میں ذرہ بھر بھی شک نہیں

ہمارا خداوند یسوع مسیح یہ چاہتا ہے کہ وہ اپنے ایماندار بندوں کی رفاقت کا آرزومند ہے۔ اپنے ساتھ رکھنا چاہتا ہے۔ اسی لئے اس نے فرمایا "میرے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں اگر نہ ہوتے تو میں تم سے کہہ دیتا۔ کیونکہ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں تو پھر آکر تمہیں ساتھ لے لوں تاکہ جہاں میں ہوں، تم بھی ہو" (یوحنا ۱۴: ۲-۳)

اسی رفاقت و محبت نے اسے صلیبی دکھ اور اذیت برداشت کرنے پر مجبور کیا۔ وہ پاک ہے اور اس کی پاک حضوری میں کوئی ناپاک چیز ٹھہر نہیں سکتی۔ اس نے فرمایا "اگر کوئی مجھ سے محبت رکھے تو وہ میرے کلام پر عمل کرے گا اور میرا باپ اس سے محبت رکھے گا اور ہم اس کے پاس آئیں گے اور اس کے ساتھ سکونت کریں گے" (یوحنا ۱۴: ۲۳) دوستو جب ڈاکو نے مسیح کو پکارا، مسیح نے کہا "تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" وہ گنہگار کی توبہ کا منتظر ہے۔ وہ گنہگار انسان کو اپنی رفاقت میں رکھنے کے لئے تیار ہے۔ بشرطیکہ وہ اپنے گناہوں کو ترک کرے اور اس کے حکموں کو مانے۔

تیسرا کلمہ

(محبت کا کلمہ)

"اے عورت! دیکھ تیرا بیٹا یہ ہے - پھر شاگرد سے کہا دیکھ تیری ماں یہ ہے"
(یوحنا ۱۹ : ۲۷)

مسیح کے سات صلیبی کلمات میں سے یہ تیسرا کلمہ ہے جو کہ جمعہ کی دوپہر کے قریب ہمارے نجات دہندہ کے لب ہائے مبارک سے نکلا۔ یہ محبت کا کلمہ ہے۔

اپنے بیٹے کی طرح مریم بھی غم سے آشنا تھی۔ لوقا کی انجیل کے پہلے باب ہی سے اس کی زندگی میں غم کا آغاز ہوتا ہے۔ اور فرشتہ نے اس کے پاس اندر آ کر کہا۔ سلام تجھ کو جس پر فضل ہوا۔ خداوند تیرے ساتھ ہے۔ وہ اس کلام سے بہت گھبرا گئی اور سوچنے لگی کہ یہ کیسا سلام ہے" (لوقا ۱ : ۲۸ - ۲۹)۔ یہی پیغام مصائب اور غموں کا پیش خیمہ تھا۔ عجیب اور غیر معمولی طور پر مریم کا ماں بننا ایک ان ہونی سی بات تھی۔ اگرچہ وہ دنیا کے نجات دہندہ کی ماں بننے والی تھی اور یہ بات اس کے لئے مقامِ فخر تھا، تو بھی وہ دل میں ڈرتی ہے کہ لوگ اس کے متعلق کیا کہیں گے۔ تاہم وہ خدا کی مرضی کو قبول کر لیتی ہے۔ "دیکھ میں خداوند کی بندی ہوں۔ میرے لئے تیرے قول کے موافق ہو" (لوقا ۱ : ۳۸)۔ مریم کو اس وقت کتنا دکھ ہوا ہوگا۔ جب اس نے دیکھا کہ ان کے لئے سرائے میں جگہ نہیں اور بچے کی پیدائش نزدیک ہے۔ اس کے غم کا اندازہ کون لگا سکتا ہے؟ جب اس نے سنا ہوگا کہ ہیرودیس اس بچے کو قتل کروانا چاہتا ہے اور اسے اپنی زندگی کے لئے ملک چھوڑنا پڑا۔ اس کی جان کس قدر عذاب میں ہوگی۔ جب اس نے اپنے لختِ جگر پر ظلم و ستم ہوتے دیکھا ہوگا۔ اس کی کرب انگیز حالت کا اندازہ کون کر سکتا ہے جب اس نے اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے بے گناہ اور معصوم بیٹے کو صلیب پر لٹکے دیکھا

ہوگا۔ وہ صلیب کے پاس ہوتے ہوئے بھی اسکی مدد نہیں کر سکتی۔ اس کے زخموں سے خون بہہ رہا ہے۔ مگر وہ پونچھ نہیں سکتی۔ اس کا منہ سوکھ رہا ہے۔ مگر وہ تر نہیں کر سکتی۔ ان ہاتھوں سے جو اب صلیب پہ پھیلے ہوئے ہیں وہ اپنی ماں سے بغلگیر ہوا کرتا تھا۔ وہ ان ہاتھوں اور پاؤں کو ناز سے چوما کرتی تھی لیکن آج یہ کیل صرف مسیح کے ہاتھوں میں نہیں لگے۔ بلکہ یہ مریم کے دل کو بھی چھید رہے ہیں۔ بیٹے کے سر پہ کانٹوں کے تاج کی چبھن اس کے دل کو زخمی کر رہی ہے۔ دشمنوں کی لعن طعن سن کر مریم کا دل پھٹا جا رہا ہے۔ مسیح کی پیدائش سے پہلے جو پیغام فرشتہ نے مریم کو دیا تھا وہ بار بار اس کے کانوں میں گونج رہا ہے: "وہ بزرگ ہوگا اور خدا تعالیٰ کا بیٹا کہلائے گا اور خداوند خدا اس کے باپ داؤد کا تخت اسے دے گا اور وہ یعقوب کے گھرانے پر ابد تک بادشاہی کرے گا اور اس کی بادشاہی کا آخر نہ ہوگا۔" یہ عظمت و بزرگی۔ یہ تخت و تاج۔ یہ ابدی بادشاہی کا وعدہ کہاں گیا؟ کیا فرشتے نے اسے فریب دیا؟ نہیں۔ کیونکہ خدا سچا اور برحق ہے۔ وہ اپنے وعدہ میں بھی سچا ہے۔ یہ صلیب اسی تخت اور تاج اور جلال اور بزرگی کی طرف پہلا قدم تھا۔ یہ کلمہ سات بڑے حقائق کا حامل ہے جن کا ذکر علیحدہ کیا جاتا ہے۔

ا۔ یہ شمعون کی پیش گوئی کی تکمیل ہے

جب مریم موسوی شریعت کے مطابق اپنے بیٹے کو ہیکل میں لے کر گئی تو شمعون نے ایک پیش گوئی کی تھی: "تیری جان بھی تلوار سے چھد جائے گی تاکہ بہت لوگوں کے دلوں کے خیال کھل جائیں" (لوقا ۲: ۳۵) خوشی اور مسرت کی گھڑیوں میں بھی شمعون کے یہ الفاظ مریم کے کانوں میں گونجتے ہوں گے اور وہ اس پر اسرار پیش گوئی کے مطلب و مفہوم کو سمجھنے کی کوشش کرتی ہوگی۔ لیکن اس کی تعبیر صلیب پہ ہوئی۔ اس لرزہ خیز منظر کو دیکھ کر اس کا دل و دماغ، جسم کہ اضطراب و اضطرار کے سکون سوز شعلوں میں جل رہا ہے اور وہ شمعون کی پیش گوئی کو پورا ہوتے

ہوسے دیکھ رہی ہے ۔

۲۔ یہ والدین کی عزت کرنے کے بارے میں نمونہ ہے ۔

خداوند یسوع مسیح نے اپنے جملہ فرائض کو اپنی زمینی زندگی کے دوران میں نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا۔ صلیب پر اس نے انتہائی دکھ اور اذیت کی حالت میں بھی اپنی ماں کی حفاظت اور سرپرستی کے بارے میں انتظام کیا۔ موسوی شریعت کے مطابق اپنی ماں کی عزت کرنا فرض تھا "تو اپنے باپ اور اپنی ماں کی عزت کرنا تاکہ تیری عمر اس ملک میں جو خداوند تیرا خدا تجھے دیتا ہے دراز ہو"۔ (خروج ۲۰ : ۱۲) نئے عہد نامے میں بھی والدین کی عزت و تعظیم کو مقدم سمجھا گیا ہے "اے فرزندو! خداوند میں اپنے ماں باپ کے فرمانبردار رہو کیونکہ یہ واجب ہے۔ اپنے باپ اور ماں کی عزت کر، یہ پہلا حکم ہے، جس کے ساتھ وعدہ بھی ہے" (افسیوں ۶ : ۱ تا ۲) مسیح کا کلام ان لوگوں کے لئے چیلنج ہے جو اپنی روحانیت کے زعم میں اپنے والدین کو بھول جاتے ہیں۔ ایک مشہور مقولہ ہے کہ "ماں کے پاؤں تلے جنت ہے" لیکن بہت سے بدقسمت اس جنت سے محروم رہتے ہیں۔ مسیح خداوند کی طرف دیکھیے کہ وہ ناسازگار حالات میں بھی ماں کی حفاظت کے فرض کو نبھاتا ہے۔ شدید درد سے اس کا برا حال ہو رہا ہے۔ لیکن روحانی امور کی انجام دہی کے ساتھ ساتھ دنیاوی امور بھی بڑی خوش اسلوبی سے نبھا رہا ہے۔ پہلے کلام میں دشمنوں کی معافی کے لئے درخواست ہے اور دوسرے کلمہ میں تائب دل ڈاکو کی نجات ہے اور یہ تیسرا کلمہ دنیاوی فرض کی انجام دہی کو پیش کرتا ہے ۔

۴- یہ مسیح کے پاس یوحنا کی واپسی کے بارے میں بتاتا ہے

صلیب پر مسیح خداوند پر جو ظلم و ستم ٹوٹے، ان کی داستان بڑی لرزہ خیز ہے۔ اس کے گالوں پر طمانچوں کے گہرے نشان، اس کے چہرہ پر بہتا ہوا تھوک اور اس کا سر کانٹوں سے لہولہان تھا۔ لیکن ان سب سے زیادہ جو بات مسیح کے دل کو چھید رہی تھی، وہ شاگردوں کا فرار تھا۔ یہودیوں اور عام لوگوں کا مسیح خداوند کو رد کرنا اتنا افسوسناک نہیں، جتنا کہ گیارہ شاگردوں کا فرار ہے۔ "کیا تم میرے ساتھ ایک گھڑی بھی نہ جاگ سکے؟" (متی ۲۶ : ۴۰) یہ الفاظ ان کی کم ہمتی اور بے ایمانی کو ظاہر کرتے ہیں۔ ہم بھی اکثر ابتلا و آزمائش کی گھڑی میں اس سے فرار اختیار کر لیتے ہیں۔ لیکن پول کارپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ جب اسے موت کی سزا دے دی گئی، تو اس سے کہا گیا کہ اگر وہ خداوند یسوع مسیح کا انکار کر دے تو بچ سکتا ہے۔ لیکن خدا کے اس بندے نے جواب دیا "میں نے تجربے سے جانا ہے کہ مسیح نے مشکلات میں میرا ساتھ دیا ہے۔ میں آخری وقت میں اس سے بے وفائی کیسے کر سکتا ہوں۔ جو عمر بھر میرے ساتھ وفادار رہا ہے" تو خدا کا فضل ہر مصیبت پر قابو پانے کی توفیق بخشتا ہے۔ مسیح نے اپنے شاگردوں کی بزدلی کے بارے میں پہلے ہی پیشین گوئی کر دی تھی۔ اس وقت یسوع نے ان سے کہا۔ "تم سب اسی رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ میں چرواہے کو ماروں گا اور گلہ کی بھیڑیں پراگندہ ہو جائیں گی" (متی ۲۶ : ۳۱) لیکن سب شاگردوں نے انکار کیا پطرس نے اس سے کہا "اگر تیرے ساتھ مجھے مرنا بھی پڑے، تو بھی تیرا انکار ہرگز نہ کروں گا اور سب شاگردوں نے بھی اسی طرح کہا" (متی ۲۶ : ۳۵) لیکن شاگرد اپنے وعدہ پر قائم نہ رہ سکے۔ وہ اسے چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ لیکن مسیح خداوند نے

کبھی بھی اپنے شاگردوں پر ناراضگی کا اظہار نہیں کیا۔ غالباً اس لئے کہ انہوں نے یسوع مسیح کی خاطر ٹھوکر کھائی تھی! "تم سب اسی رات میری بابت ٹھوکر کھاؤ گے"۔ بالفاظ دیگر وہ اس کی صحبت میں رہنے پر شرمسار تھے اور حبیب خداوند یسوع مسیح۔ مسیح نے اپنے تئیں دشمنوں کے حوالے کر دیا تو شاگرد دم بخود فرار اختیار کر گئے۔ وہ فرار کیوں ہوئے؟ اس لئے کہ انہیں خدا کا فضل حاصل نہ ہوا تھا۔ اگر وہ فرار نہ ہوتے تو کفارہ بے معنی ٹھہرتا۔ وہ لاچار، بے کس اور باغی انسانوں ہی کے لئے تو اس دنیا میں آیا۔ وہ اکیلا چھوڑ دیا گیا تاکہ گنہگار انسان کے گناہوں اور سرکشیوں کا کفارہ دے۔ لیکن شاگردوں میں سے صرف ایک شاگرد یوحنا ہی مسیح کے پاس واپس لوٹا جب کہ وہ صلیب پر تھا۔ مسیح نے صلیب پر سے ایک اہم خدمت اس کے سپرد کی۔

۴۔ یہ مسیح کی ہوشمندی کا عکاس ہے

مسیح خداوند نے مریم کو یوحنا کے سپرد کرنے سے اپنی ہوشمندی اور دوراندیشی کا ثبوت دیا۔ مسیح خداوند نے نہ صرف روحانی امور کو تکمیل تک پہنچایا بلکہ دنیاوی امور کو بھی اہمیت دی اور اپنی ماں کی حفاظت اور سرپرستی کا انتظام کیا۔ صلیب پر سے جہاں وہ ایک عالم کے گناہوں کا کفارہ دے رہا تھا، اسے اپنی ماں کی بھی فکر تھی۔ اکثر دیکھا گیا ہے کہ ہمارے پاسبان اور مبشر انسانی ہمدردی کے کاموں میں مشغول رہتے ہیں اور دنیاوی امور کی انجام دہی میں تجاہل سے کام لیتے ہیں۔

خیال کیا جاتا ہے کہ یوسف مریم کا خاوند خداوند یسوع مسیح کی خدمت کے شروع ہونے سے پہلے ہی مر چکا تھا۔ یسوع مسیح چونکہ مریم کا سب سے بڑا لڑکا تھا اس لئے یہ فطری بات ہے کہ وہ اپنے آپ کو گھر کا ذمہ دار سمجھتا تھا۔ اس میں شک نہیں کہ اپنی خدمت کے زمانہ میں بھی وہ اپنی ماں کی فکر کرتا ہوگا۔ لیکن اب وہ بھی اسے چھوڑ چلا ہے۔ اس کے پاس زر و دولت نہ تھا جو اس کے واسطے چھوڑ جاتا۔ اس کی ساری جائیداد وہ کپڑے تھے جو صلیب دیئے جانے کے وقت پہنے ہوئے

تھا اور یہ بھی سپاہیوں نے آپس میں بانٹ لئے تھے۔ جب اس نے اپنی ماں کو اپنے
شاگرد یوحنا کے سپرد کیا۔ تو یسوع جانتا تھا کہ ایسا کرنے میں وہ اپنے شاگرد کو ایک
تحفہ عطا کر رہا ہے نہ کہ اس پر بوجھ ڈال رہا ہے۔ کیوں کہ اناجیل اربعہ سے ثابت ہوتا
ہے کہ یوحنا دوسرے شاگردوں سے زیادہ مرفہ الحال تھا۔ وہ اپنی ماں کو ایسی جگہ
ہرگز نہیں بھیجنا چاہتا، جہاں وہ دوسروں پر بوجھ بن جائے۔ پطرس گرم مزاج اور
اکھڑ قسم کا شاگرد تھا، اس لئے وہ اس کام کے لئے موزوں نہ تھا۔ یوحنا اور مریم دونوں
ایک سا مزاج رکھتے تھے۔ دونوں مسیح کو بے پناہ پیار کرتے تھے۔ اس نے اپنی ماں
کی سرپرستی اور حفاظت کے لئے مسیح نے نہایت موزوں انتخاب کیا۔ یہ فیصلہ اس کی
ہوشمندی اور دوراندیشی کا عکاس ہے۔

۵۔ روحانی امور میں دنیاوی ذمہ داریوں کو نہیں بھولنا چاہیے

مسیح خداوند گنہگار انسان کے لئے صلیب پر چڑھا تاکہ بے بس اور لاچار انسان
گناہ سے مخلصی پاکر دوبارہ خالقِ حقیقی سے اس کا ٹوٹا ہوا رشتہ بحال ہو جائے۔ اپنی
نوعیت کے اعتبار سے یہ ایک فقید المثال کام تھا، جسے مسیح خداوند پایۂ تکمیل تک
پہنچا رہا تھا۔ لیکن اس کے باوجود بھی وہ اپنی بیوہ ماں کی حفاظت اور سرپرستی
کے لئے انتظام کرنا نہیں بھولتا۔ آج کلیسیا میں بھی بعض ایسے لوگ ہیں جو روحانی
امور میں مصروف ہونے کے باعث دنیاوی فرائض کو پسِ پشت ڈال دیتے ہیں۔
میں ایک سادھو کے بارے میں جانتا ہوں جو اپنی بیمار بیوی کو چھوڑ کر منادی پر چلا
گیا اور اس کی غیر حاضری میں اس کی بیوی بے بسی اور لاچاری کی حالت میں مر
گئی۔ عزیزو! ہمارے سب سے قریبی رشتہ دار والدین ہوتے ہیں۔ جب ہم میں بولنے
کی قوت نہیں ہوتی، اٹھنے بیٹھنے کی ہمت نہیں ہوتی، اپنے بدن سے مکھی تک اڑانا

ہمارے لئے دشوار ہوتا ہے، اس وقت وہ ہماری ایک ایک ضرورت کو پورا کرتی ہیں۔ یہ مبارک ہستیاں طمع اور لالچ کے خیال سے کوسوں دُور، خوشنودی کے حصول سے قطعاً بے نیاز، نمود و نمائش سے بالکل بے پرواہ اور تحسین و تعریف کی خواہش سے سراسر مادری ہو کر ننھی جانوں کی پرورش کرتے ہیں۔ ہمارے سکھ کے لئے خود دکھ اٹھاتے ہیں۔ ہم پر بھی یہ فرض ہے کہ والدین کی خدمت کریں۔ آج یہ کلمہ ان مبشروں کے لئے ایک چیلنج ہے، جو اپنی روحانیت میں گم سم رہتے ہیں اور دنیاوی امور کی انجام دہی میں دلچسپی نہیں لیتے۔

۶۔ اِس میں عالمگیر ضرورت کو مثال دے کر سمجھایا گیا ہے

مسیح کی پیدائش سے پہلے مریم نے ایک گیت گایا: "میری جان خداوند کی بڑائی کرتی ہے اور میری روح میرے منجی خدا سے خوش ہوئی۔ کیونکہ اس نے اپنی بندی کی پست حالی پر نظر کی۔ اور دیکھو اب سے لے کر ہر زمانہ کے لوگ مجھکو مبارک کہیں گے"۔ کلام، مقدسہ مریم کو فرشتوں کی ملکہ بیان نہیں کرتا جو کہ کُلاہ شاہی سے مرصع ہو۔ اس میں شک نہیں کہ وہ "عورتوں میں مبارک ہے"۔ اور نجات دہندہ کی ماں ہونے کے باعث قابلِ تعظیم بھی۔ لیکن پھر بھی وہ ہماری طرح انسان اور موروثی طور پر گنہگار تھی۔ وہ صلیب کے پاس کھڑی ہے کہ صلیب کے منبر سے آواز آتی ہے "اے عورت دیکھ تیرا بیٹا" (یوحنا ۱۹ : ۲۶)۔

یہ کلمہ ظاہر کرتا ہے کہ نجات اور مخلصی کے لئے مردِ مصلوب پر نگاہِ ایمان ڈالنے کی ضرورت ہے۔ پیتل کے سانپ کی طرح جو بیابان میں بلی پر چڑھایا گیا؛ جو کوئی بھی مسیح کی طرف دیکھتا ہے۔ بچ جاتا ہے۔ مذہبی رسومات کی ادائیگی میں نجات نہیں، بلکہ مسیح کو قبول کرنے میں ہے، اور جس طرح موسیٰ نے سانپ کو بیابان

میں اونچے پر چڑھایا، اُسی طرح ضرور ہے کہ ابن آدم بھی اونچے پر چڑھایا جائے تاکہ جو کوئی ایمان لائے ، اس میں ہمیشہ کی زندگی پائے" (یوحنا ۳: ۱۴) ۔ عزیزو بیابان میں جن اسرائیلیوں نے خدا کے مقرر کردہ انتظام کو قبول نہ کیا ، ختم ہو گئے بعینہٖ وہ لوگ جو مسیح کو قبول نہ کریں گے ، اپنے گناہوں ہی میں ختم ہو جائیں گے ۔

۷۔ یہ مسیح کی شخصیت میں دو ذاتوں کے اتحاد کو پیش کرتا ہے

ذات کسی چیز کی حقیقت و ماہیت کو کہتے ہیں، یعنی جو کچھ کوئی چیز ہوتی ہے۔ جب پوچھا جائے کہ فلاں چیز کیا ہے ؟ تو اس کا جواب اس چیز کی ذات ہوگا۔ یعنی "کیا" کے جواب میں ذات ہوتی ہے اور ذات کے کاموں کا ذمہ دار "شخص" کہلاتا ہے۔ چونکہ شخصیت عقل کا مرکز ہوتی ہے ، اس لئے شخصیت عقل ذات ہی میں پائی جاتی ہے۔ خدا، انسان اور فرشتہ کے علاوہ کسی شے کے لئے "شخصیت" استعمال نہیں ہو سکتا۔ ان تمہیدی سطور کے بعد آیئے اصل موضوع پر توجہ مرکوز کریں۔

محدود، حادث اور فانی انسان اور لامحدود، غیر حادث اور غیر فانی خدا کے درمیان ایک ایسے "درمیانی" کی ضرورت ہے جس میں انسان اور خدا ہر دو کی صفات پائی جاتی ہیں تاکہ محدود انسان اور لامحدود خدا کا آپس میں میل ہو سکے۔

انسان اور خدا کے درمیان مسیح کی شخصیت ایک درمیانی کا درجہ رکھتی ہے۔ انجیل مقدس میں اگر ایک مقام پر مسیح کی انسانی ذات نمایاں ہے تو دوسری جگہ اس کی الٰہی ذات نمایاں ہے۔ مثلاً اس کلمہ سے مسیح کی انسانی ذات نمایاں ہوتی ہے۔ وہ بحیثیت انسان اپنی ماں کی حفاظت اور سرپرستی کا انتظام کرتا

ہے۔ لیکن جب وہ مردہ لعزر کو قبر سے باہر آنے کا حکم دیتا ہے تو یہاں اس کی الٰہی ذات نمایاں ہے۔

صلیب پر وہ انسانی تاریخ کا عظیم کام سرانجام دے رہا ہے۔ گنہگار انسان کی نجات کا کام۔ وہ کام جس کے سامنے تخلیقِ کائنات کا واقعہ بھی اپنی آب و تاب کھو بیٹھتا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اپنی ماں کے بارے میں نہیں بھولا۔ یسعیاہ نبی نے ٹھیک ہی کہا "اس کا نام عجیب ہوگا۔" اس کے کام، اس کی تعلیم، اس کی زندگی، اس کی موت اور اس کا مردوں میں سے جی اٹھنا سب ہی تو عجیب ہیں۔ اس نے فلپس سے کہا "جس نے مجھے دیکھا اس نے باپ کو دیکھا۔" یہ کلمہ مسیح کی شخصیت میں دو ذاتوں کے اتحاد کو پیش کرتا ہے۔

چوتھا کلمہ

"اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" (مرقس ۱۵ : ۳۴) خداوند یسوع مسیح کے سات صلیبی کلمات میں سے یہ چوتھا کلمہ ہے۔ صلیب پر مکمل چھ گھنٹے سخت مصیبت اور عذاب اٹھانے کے بعد ہمارے نجات دہندہ کے لب ہائے مبارک سے یہ الفاظ نکلے۔ یہ کلمہ ایک پکار ہے۔ یہ پکار جمعہ کے دن ۳ بجے شام کے قریب فضا میں گونجی۔ اس کا پہلا کلمہ معافی کا کلمہ ہے: "اے باپ ان کو معاف کر کیوں کہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں"۔ اس کا دوسرا کلمہ نجات کا کلمہ ہے۔ "میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا"۔ اس کا تیسرا کلمہ محبت کا کلمہ ہے: "اے عورت دیکھ تیرا بیٹا۔ دیکھ تیری ماں"۔ پہلے تین کلمے دن کی روشنی میں کہے گئے اور آخری چار جب کہ اندھیرا چھا گیا۔ یہ چاروں تیسرے پہر کے قریب تقریباً یکے بعد دیگرے کہے گئے۔ اس وقت یسوع نے نہایت دردناک آواز سے چلا کر کہا "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"۔

ناظرین! اگر صلیب نئے عہد نامہ کی مرکزی صداقت ہے، تو یہ پکار اس صداقت کی اصل ہے۔ یہ کرب انگیز الفاظ ہمارے نجات دہندہ کے دکھوں اور مصیبتوں کو پیش کرتے ہیں۔ وہ جو گناہ سے واقف نہ تھا خدا نے ہمارے بدنما داغ، ہمارے قصور، ہماری لغزشیں، ہمارے جرم، ہماری جہالت، ہماری نجاست اور ہماری بدکاریاں اس پر لادیں تاکہ وہ ہمارا کفارہ ہو کر ہمیں خدا کے غضب سے بچائے۔ یسوع جو ہمارے واسطے لعنتی بنا، اس نے ہمیں موسوی شریعت کی لعنت سے چھڑایا۔ وہ نہ صرف میرے یا آپ کے گناہوں اور بدکاریوں کے باعث چھوڑا گیا بلکہ تمام دنیا کے گناہوں کی خاطر اس پر وحشی انسان کی نفسانی خواہشات، بنی اسرائیل کی خود پسندی،

نینوہ اور صور کی تیغی، مصر و بابل کے ظلم و ستم، فریقوں اور گروہوں کی بے انصافی، پطرس کا انکار، اپنے شاگردوں کا فرار، ہیرودیس اور کائفا کی تعقیریں۔ بلکہ ہمارے ماضی، حال اور مستقبل کی تمام بدکاریاں اس پر لادی گئیں۔ وہ ہماری خاطر گناہ بنا اس لئے خدا اس پر سے نظریں ہٹا لیتا ہے۔ یہ دیکھ کر یسوع پکار اٹھتا ہے "اے میرے خدا! اے میرے خدا، تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

۱۔ یہ گناہ سے کراہیت اور اس کے انجام کو پیش کرتا ہے

خداوند یسوع مسیح کی صلیب، خدا کی گناہ سے نفرت اور انسان کی بے بسی کو ظاہر کرتی ہے۔ صلیب دینا، پرانے زمانے کے ایذا پہنچانے کے طریقوں میں سے سب سے زیادہ تکلیف دہ تھا۔ رومی حکومت میں یہ جرائم کی انتہائی سزا تصور ہوتی تھی۔ صلیبیں مختلف شکلوں کی ہوا کرتی تھیں اور ان پر مجرم کو مختلف طریقوں سے لٹکایا جاتا تھا۔ ہاتھوں اور پاؤں میں کیل ٹھونکنے سے شدید قسم کا درد ہوتا، جس سے پیاس کی آگ بھڑک اٹھتی اور مصلوب آہستہ آہستہ دکھ کی بھٹی میں تڑپتے تڑپتے مر جاتا۔ اس قسم کا دکھ، تذلیل، وحشیانہ، قسم گناہ کے گھنونے پن کی انتہا کو ظاہر کرتا ہے۔ خداوند یسوع مسیح کی یہ پکار اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ اُس نے اپنی روح میں گناہ کے خلاف غضب و قہر کو محسوس کیا۔ اسی گناہ کے باعث کائن نے اپنے بھائی ہابل پر چھری چلا دی اور اب گناہ کی انتہا یہ ہے کہ لوگ جلال کے خداوند کو مصلوب کر رہے ہیں۔

صلیب نہ صرف گناہ کی کراہیت کو ظاہر کرتی ہے۔ بلکہ گناہ کے انجام کو بھی گناہ کی مزدوری موت ہے (رومیوں ۶ : ۲۳)۔ گناہ کا قدرتی اور یقینی انجام موت ہے۔ جس طرح ایک آدمی کے سبب سے گناہ دنیا میں آیا اور گناہ کے سبب سے

موت آئی اور یوں موت سب آدمیوں میں پھیل گئی" (رومیوں ۵ : ۱۲)۔ اس موت سے مراد روح کا اپنے خالق و مالک کی رفاقت سے دور ہو جانا ہے۔ جیسے کائن نے کہا۔ "دیکھ میں تیرے حضور سے روپوش ہو جاؤں گا" (پیدائش ۴ : ۱۴)۔ خیمۂ اجتماع اور ہیکل میں پردہ اس حقیقت کی نشاندہی کرتا ہے کہ خدا کو گناہ سے نفرت ہے۔ وہ انسان کو خدا کی حضوری سے جدا رکھتا تھا۔ سردار کاہن خدا کی حضوری یعنی پاک ترین مقام میں سال میں ایک مرتبہ جاتا اور وہ بھی اپنے اور اپنی قوم کے گناہوں کا کفارہ لے کر۔ اس کے بغیر وہ وہاں نہیں جا سکتا تھا۔ "وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تاکہ ہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جئیں اور اسی کے مار کھانے سے تم نے شفا پائی" (۱۔ پطرس ۲ : ۲۴)۔ وہ ہمارے گناہوں کے باعث چھوڑا گیا۔ خدا کرے کہ ہم اس حقیقت کو جان کر اس کے کفارہ پر ایمان لائیں اور ابدی ہلاکت سے بچ جائیں۔ اس نے کہا "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا"؟

۴۔ یہ خدا کی پاکیزگی اور عدل کا آئینہ دار ہے

کلوری کے المیہ کو چار مختلف نقطۂ نگاہ سے دیکھا جا سکتا ہے۔

(الف) صلیب، انسان کی حیوانی بغض کا اظہار ہے۔

(ب) صلیب، شیطان اور انسان کے درمیان عارضی دشمنی کا اظہار ہے۔

(ج) صلیب پر مسیح خداوند نے بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ دے کر ان کا دوبارہ خدا سے میل کروا دیا۔

(د) صلیب پر خدا نے اپنی پاکیزگی کا اظہار کیا اور تقاضائے عدل کو پورا کیا۔

خدا پاک ہے اور وہ کسی ناپاک اور نجس چیز کو برداشت نہیں کرتا۔ اس

کی پاکیزگی کا یہ حال ہے کہ سرافیم بھی اس کی حضوری میں اپنے چہروں پر نقاب ڈال لیتے ہیں۔ اس کی پاک حضوری کی ایک جھلک ابرہام نے دیکھی تو چلا اٹھا "میں نے خداوند سے بات کرنے کی جرأت کی اگرچہ میں خاک اور راکھ ہوں" (پیدائش ۱۸: ۲۷)۔ ایوب نے کہا "پر اب میری آنکھ تجھے دیکھتی ہے اس لئے مجھے اپنے آپ سے نفرت ہے" (ایوب ۴۲: ۶)۔ یسعیاہ نے فرمایا "مجھ پر افسوس! میں برباد ہوا! کیونکہ میرے ہونٹ ناپاک ہیں اور نجس لب لوگوں میں بستا ہوں کیونکہ میری آنکھوں نے بادشاہ رب الافواج کو دیکھا (یسعیاہ ۶: ۵)۔ حبقوق نے کہا "تیری آنکھیں ایسی پاک ہیں کہ تو بدی کو دیکھ نہیں سکتا اور کج رفتاری پر نگاہ نہیں کر سکتا" (حبقوق ۱: ۱۳)۔ دوستو! یہی وجہ ہے کہ جب خداوند یسوع مسیح بنی نوع انسان کے گناہوں اور تقصیروں کو اٹھائے ہوئے تھا۔ تو خدا نے اپنی نگاہ اس سے پھیر لی۔ اسے تنہا چھوڑ دیا۔ وہ ہماری لغزشوں کے باعث رد کیا گیا۔ بائبل مقدس ایسے بے شمار واقعات سے پُر ہے۔ جب کہ لوگوں کو ان کی گناہوں کی عبرت ناک سزا ملی۔ جیسے عظیم طوفان ہونا، سدوم عمورہ شہروں کا برباد ہونا اور فرعون اور اس کے ساتھیوں کا بحیرہ قلزم میں ڈوب مرنا، گناہ کی سزا کو پیش کرتے ہیں۔ لیکن خدا کا شکر ہے کہ ہمارے تمام گناہ مٹ گئے۔ وہ جو گناہ سے واقف نہ تھا۔ ہمارے لئے گناہ ٹھہرا۔ دیوں خدا نے اپنا تقاضائے عدل پورا کیا۔ وہ گناہ کو سزا دیئے بغیر نہیں چھوڑتا۔ یہ کلام مسیح کا اعلان ہے "اے گنہگار انسان یہ میں تیرے لئے چھوڑ گیا اب تو صلیب سے بہتے ہوئے خون کے دھارے سے اپنے آپ کو پاک کر کیونکہ بغیر خون بہائے معافی ملتی نہیں؟

۳۔ گتسمنی کی تشریح

"اس وقت یسوع ان کے ساتھ گتسمنی نام ایک جگہ میں آیا اور اپنے شاگردوں سے کہا۔ یہیں بیٹھے رہنا۔ جب تک کہ میں وہاں جا کر دعا کروں اور پطرس اور زبدی کے دونوں بیٹوں کو ساتھ لے کر غمگین اور بے قرار ہونے لگا۔ اس وقت

اُس نے اُن سے کہا میری جان نہایت ہی غمگین ہے۔ یہاں تک کہ مرنے کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ تم یہاں ٹھہرو اور میرے ساتھ جاگتے رہو۔ اور پھر ذرا آگے بڑھا اور منہ کے بل گر کر یوں دعا کی کہ اے میرے باپ! اگر ہو سکے تو یہ پیالہ مجھ سے ٹل جائے۔ تو بھی نہ جیسا میں چاہتا ہوں۔ بلکہ جیسا تو چاہتا ہے۔ ویسا ہی ہو (متی ۲۶: ۳۶-۳۹)۔ لوقا نے گتسمنی میں خداوند یسوع مسیح کی حالت کا منظر ان الفاظ میں پیش کیا ہے۔

"پھر وہ سخت پریشانی میں مبتلا ہو کر اور بھی دلسوزی سے دعا کرنے لگا اور اس کا پسینہ گویا خون کی بڑی بڑی بوندیں ہو کر زمین پر ٹپکتا" (لوقا ۲۲: ۴۴)۔ جب خداوند یسوع مسیح انسان اور شیطان کی مخالفت کے خلاف لڑ چکا تو وہ اس پیالے سے دوچار ہوا جو خدا کے قہر اور غضب سے بھرا تھا یہ قہر گناہ کے خلاف تھا۔ پیالہ اگرچہ رفاقت کا عکاس ہے لیکن پیالہ میں غضب کے باعث رفاقت ناممکن ہے۔ اس پیالے کو پینے کا انجام خدا سے علیحدگی ہے۔ لیکن مسیح نے یہ علیحدگی برداشت کی تاکہ بنی نوع انسان کے گناہوں کا بوجھ اٹھا جائے اور وہ قدوس خدا کی رفاقت میں رہ سکے۔ اس نے جو گناہ سے ناواقف تھا، صلیب پر کہا "اے میرے خدا! اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" اب وہ ہمارے گناہوں اور سیاہ کاریوں کے باعث رد کیا جا رہا ہے۔

۴۔ یہ نجات دہندہ کی خدا کے ساتھ لازوال وفاداری کو پیش کرتا ہے

خداوند یسوع مسیح کا چھوڑا جانا ایک مسلّم حقیقت ہے۔ وہ شخصیت جو یہ دعویٰ کرتی تھی "اور جس نے مجھے بھیجا وہ میرے ساتھ ہے۔ اس نے مجھے اکیلا نہیں چھوڑا" (یوحنا ۸: ۲۹)۔ "اور مجھے معلوم تھا کہ تو ہمیشہ میری سنتا ہے" (یوحنا ۱۱: ۴۲)۔ اب وہ ہی شخصیت پکار رہی ہے "اے میرے خدا! اے میرے خدا تو

نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" یہ پکار خدا پر بے اعتقادی کے باعث نہیں بلکہ یہ اِس شدید قسم کے دکھ کے باعث ہے۔ انتہائی دکھ اور مصیبت میں بھی اس کی روح خداوند کو پکارتی ہے۔

ایوب نے مصیبت میں کہا" دیکھ وہ مجھے مار ڈالتا ہے تو بھی مجھے اس کا بھروسہ ہے"۔ لیکن مسیح کے الفاظ بڑے ایمان افزا ہیں"۔ مجھے صلیب بھی دے دیں تو بھی اپنے ہاتھ اور پاؤں اور زخمی پہلو دکھاؤں گا۔ میں اپنی ہڈیوں کو گن سکتا ہوں۔ کیا یہ ایمان کی عظیم فتح ہے کہ دکھ اور مصیبت اور دشمنوں کے حقارت آمیز طعنے سن کر بھی وہ بدستور خدا پر بھروسہ رکھتا ہے"؟ ہمارے باپ دادا نے تجھ پر توکل کیا۔ انہوں نے توکل کیا اور تو نے ان کو چھڑایا۔ انہوں نے تجھ سے فریاد کی اور رہائی پائی۔ انہوں نے تجھ پر توکل کیا اور شرمندہ نہ ہوئے۔ پر میں تو کیڑا ہوں، انسان نہیں۔ آدمیوں میں انگشت نما ہوں اور لوگوں میں حقیر۔ وہ سب جو مجھے دیکھتے ہیں میرا مضحکہ اڑاتے ہیں۔ وہ منہ چڑاتے اور سر ہلا ہلا کر کہتے ہیں۔ اپنے کو خداوند کے سپرد کر دے۔ وہی اسے چھڑائے جبکہ وہ اس سے خوش ہے تو وہی اُسے چھڑائے۔ پر تو ہی مجھے پیٹ سے باہر لایا جب میں شیرخوار ہی تھا تو نے مجھے توکل کرنا سکھایا۔ میں پیدائش ہی سے تجھ پر چھوڑا گیا۔ میری ماں کے پیٹ ہی سے تو میرا خدا ہے" (زبور ۲۲ : ۴ — ۱۰)۔ دشمن کے لعن طعن کرتا ہے۔ وہ کہہ رہا ہے کہ اپنے خدا سے کہہ کہ تجھے اس عذاب سے بچائے۔ لیکن وہ خلوص اور وفاداری کی ایک لازوال مثال قائم کر گیا۔ وہ اس پکار کے ذریعے ہم سے کہہ رہا ہے " اے میرے بچے اور اے میری بچی! میری پیروی کرو۔ ابتلاء آزمائش کی گھڑیوں میں خدائے واحد پر بھروسہ رکھو۔ جان دینے تک وفادار رہو تو زندگی کا تاج انعام میں پاؤ گے"۔ خدا کرے کہ ہم مسیح کے ان الفاظ کو مدنظر رکھیں اور کفر و الحاد کے طوفانوں اور مصیبتوں کی آندھیوں میں اپنی شمع ایمان کی حفاظت کریں اور خدائے قدوس کے ساتھ اپنی لازوال وفاداری کا ثبوت دیں۔

۵۔ یہ ہماری نجات کی بنیاد ہے

خدا پاک ہے اور بدی کو دیکھ نہیں سکتا۔ وہ گناہ کی سزا دیئے بغیر معاف نہیں کرتا۔ لیکن ساتھ ہی خدا محبت بھی ہے۔ اس کی محبت کا تقاضا ہے کہ گنہگار انسان بچ جائے، لیکن وہ اپنی محبت کی خاطر عدل سے دستبردار نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ خدا نے انسان کی بے بسی اور لاچاری کو پیش نظر رکھتے ہوئے اپنے اکلوتے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کو اس دنیا میں بھیج دیا تاکہ اس کے بے داغ اور بے عیب برّے کے کفارہ کے طفیل مریضانِ گناہ کے بہتے ہوئے آنسو پونچھے جائیں۔ ناحوم ۱: ۶ میں ایک سوال پوچھا گیا ہے۔ صدیوں سے اس سوال کا جواب نہ مل سکا۔ کس کو اس کے قہر کی تاب ہے؟ اس کے قہرِ شدید کو کون برداشت کر سکتا ہے؟ آخر کار مسیح نے اس سوال کا جواب دیا اور خدا کے قہر کے پیالہ کو پیا۔ "میں نے ایک زبردست کو مددگار بنایا ہے۔ اور قوم میں سے ایک برگزیدہ کو سرفراز کیا ہے" (زبور ۸۹: ۱۹)۔ وہ جو خدا کی ذات کا نقش اور اس کے جلال کا پرتو تھا۔ اس نے اپنے آپ کو اس عظیم کام کے لئے پیش کیا۔ پرانے عہدنامہ کا مطالعہ کرنے سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ خطا کی قربانی کے لئے جس بکرے کا خون پیش کرنا ہوتا اُسے دروازہ کے باہر ذبح کیا جاتا اور اس کا خون سردار کاہن لے کر پاک ترین مقام میں جاتا۔ اس لئے عبرانیوں کا مصنف لکھتا ہے "اسی لئے یسوع نے بھی اُمت کو خود اپنے خون سے پاک کرنے کے لئے دروازے کے باہر دکھ اٹھایا" (عبرانیوں ۱۳: ۱۲)۔ وہ تمام بنی نوع انسان کے گناہوں کے کفارہ کے لئے چھوڑا گیا۔ وہ صلیب پر لٹکایا گیا تاکہ جب مریضِ گناہ اس پر نظرِ ایمان ڈالے تو بچ جائے۔ بیابان میں موسیٰ نے پیتل کا سانپ بلّی پر چڑھایا اور جب بنی اسرائیل کا ہر مارگزیدہ اس پیتل کے سانپ پر نگاہ کرتا تو بچ جاتا۔ ہماری نجات کے لئے مسیح خداوند نے یہ ذلت، رسوائی اور لعن طعن سہا۔ وہ خود چھوڑا گیا، تاکہ ہم کو اپنے ساتھ ملائے۔ ہماری کامل نجات کا انتظام کیا، تاکہ ہم آئندہ کو اس کی رفاقت سے دور نہ رہ

جائیں۔ وہ گناہ کی تاریکی میں رہا تاکہ ہم روشنی میں چلیں۔ وہ راستباز ناراستوں کی خاطر مصلوب ہوا تاکہ جو کوئی اُس پر ایمان لائے ہلاک نہ ہو بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے۔ اس نے کہا "اے میرے خدا! اے میرے خدا! تُو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

۶۔ یہ پُکار انسان کے لئے مسیح کی بے بیان محبت کا بیّن ثبوت ہے

"اس سے زیادہ محبت کوئی شخص نہیں کرتا کہ اپنی جان اپنے دوستوں کے لئے دے دے" (یوحنا ۱۵: ۱۳) مسیح کی محبت کی لمبائی، چوڑائی اور گہرائی کا اندازہ کرنے کے لئے اُس کے دکھوں پر ایک نگاہ ڈالیئے۔ ایک راستباز کو ناراستوں کی خاطر قربان ہوتے ہوئے دیکھئے۔ اُس قہر شدید پر غور کیجئے۔ جو ہمارے گناہوں کا انجام تھا۔ اس نے زبور نویس کی زبانی صلیبی منظر کی اس طرح عکاسی کی۔ "اے خدا مجھ کو بچا لے کیونکہ پانی میری جان تک آ پہنچا ہے۔ میں گہری دلدل میں دھنسا جاتا ہوں جہاں کھڑا نہیں رہا جاتا۔ میں گہرے پانی میں آ پڑا ہوں۔ جہاں سیلاب میرے سر پر سے گزرتے ہیں۔ میں چلاتے چلاتے تھک گیا۔ میرا گلا سوکھ گیا۔ میری آنکھیں اپنے خدا کے انتظار میں پتھرا گئیں ...... " (زبور ۶۹: ۱-۳) وہ یرمیاہ کی زبانی چلا اٹھا "اے سب آنے جانے والو کیا تمہارے نزدیک یہ کچھ نہیں؟ نظر کرو اور دیکھو! کیا کوئی غم میرے غم کی مانند ہے۔ جو مجھ پر آیا ہے۔ جسے خداوند نے اپنے قہر شدید کے وقت نازل کیا (نوحہ ۱: ۱۲) ایک دفعہ ایک جنگل میں آگ لگ گئی جنگل کا ہر درخت شعلوں کی لپیٹ میں تھا۔ کچھ لوگ اس جنگل کے قریب کام کر رہے تھے۔ وہ اس منظر کو دیکھنے کے لئے قریب گئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ایک درخت پر چڑیا کا گھونسلا تھا اور چڑیا کے دو بچے اس گھونسلے میں چوں چوں کر رہے تھے۔ چڑیا بہت بیقرار تھی کیونکہ آگ بدستور اُس درخت کی طرف آ رہی تھی۔ وہ سب چڑیا کی حرکتوں

کو دیکھنے لگے۔ چڑیا بے قراری میں کبھی ایک ٹہنی پر بیٹھتی، کبھی دوسری پر۔ آخر آگ کے خلام شعلے اس درخت کی طرف بڑھے اور آن کی آن میں درخت کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ دیکھنے والوں کا خیال تھا کہ اب چڑیا اڑ جائے گی۔ لیکن جونہی آگ کے شعلے چڑیا کے بچوں کی طرف بڑھے۔ چڑیا اپنے پر پھیلا کر اپنے بچوں پر بیٹھ گئی، اور جل کر راکھ ہوگئی۔ چڑیا کی اپنے بچوں کے لئے محبت دیکھ کر انسان ورطۂ حیرت میں ڈوب جاتا ہے۔ لیکن کیا ہم نے کبھی اس چڑیا کی محبت سے بھی عظیم محبت کا تصور کیا؟ چڑیا نے تو اپنے بچوں کے لئے یہ قربانی دی۔ لیکن صلیب پر کفارہ دینے والا تمام بنی نوع انسان کے لئے قربان ہو رہا ہے۔

۷۔ یہ دنیا کی باطل امیدوں کے کھوکھلے پن کو ظاہر کرتا ہے

یہ حقیقت مسلّمہ ہے کہ گناہ کی مزدوری موت ہے (رومیوں ۶ : ۲۳)۔ آدمِ اوّل کی نافرمانی کے سبب سے تمام بنی آدم پر موت کا فتویٰ ہے اور پھر یہ کہ انسان اپنے اس فطرتی ضعف کے باعث اپنے قول و فعل میں بھی گنہگار بن گیا اور اس سے آزادی اور مخلصی اس کے بس کا روگ نہ رہا۔ اس نے مختلف طریقوں اور حربوں سے اس ہلاکت آفرین حالت سے نکلنے کی کوشش کی۔ جانوروں کی قربانیاں دیں، نیک اعمال کرنے کی ناکام کوشش کی اور قبروں اور مندروں اور پیروں فقیروں کی پوجا کی، مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ لیکن مسیح کی موت سے اس موت کا فتویٰ جاتا رہا۔ آج بھی بہت سے لوگ تناسخ، تزکیہ نفس اور اعمالِ حسنہ سے خدا کی رفاقت اور قرب حاصل کرنے کے متمنی ہیں۔ لیکن ان طریقوں

سے گناہ سے نجات ممکن ہی نہیں۔ جب تک وہ گناہ میں ہیں اُن سے نیک .
اعمال ممکن نہیں ۔ باطل امیدوں پر جینا ایک خودفریبی ہے، جس کا انجام موت
ہے۔ لیکن مسیح کے کفارہ پر ایمان لانا ہمیشہ کی زندگی ہے .

پانچواں کلمہ

(جسمانی دکھ کا کلمہ)

"میں پیاسا ہوں" (یوحنا ۱۹ : ۲۸)

ملکِ فلسطین کی سخت گرمی میں خداوند یسوع مسیح نے پیاس محسوس کی اور کہا "میں پیاسا ہوں"۔ یہ مختصر الفاظ اپنے اندر معنی کا سمندر چھپائے ہوئے ہیں۔ جسمانی دکھ کا یہ کلمہ پیاس کی اذیت کا عکاس ہے۔ پیاس نہ بجھنے کی تکلیف کوئی اس امیر آدمی سے پوچھے جو باپ ابرہام سے پانی کے چند قطروں کے لئے ملتجی تھا۔ پیاس کی شدت کوئی اس ہرنی سے پوچھے جو پانی کے چشموں کی تلاش میں ماری ماری پھرتی ہے۔ پیاس کی شدت کوئی ہاجرہ سے پوچھے، جو اپنے لختِ جگر کے لئے اور اپنے لئے پانی کی تلاش میں سرگرداں ہے۔ لیکن یہاں ایک ایسی ہستی پیاسی ہے جو سمندروں، دریاؤں، چشموں اور پانی کے دیگر منابع کا خالق ہے۔ وہ جس نے سامری عورت کو زندگی کا پانی دینے کو کہا اب وہ خود پیاسا ہے۔ اسرائیل کی پیاس بجھانے والی چٹان پیاسی ہے۔ ایسا کیوں ہوا؟ اس لئے کہ پرانے عہد نامے کی پیشین گوئی تھی، جس کا پورا ہونا ضروری تھا "اور میری پیاس بجھانے کو انہوں نے مجھے سرکہ پلایا" (زبور ۶۹ : ۲۱)۔ یہ کلمہ بڑا خیال انگیز اور فکر انگیز ہے۔

۱۔ یہ مسیح کی بشریت کا بیّن ثبوت ہے

بائبل مقدّس کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ خداوند یسوع مسیح کی شخصیت دو فطرتوں کا مجموعہ تھی۔ کلام مقدّس میں کچھ آیات مسیح کی الوہیت کو بیان کرتی ہیں۔ کچھ اس کی بشریت کا بیّن ثبوت ہیں۔ پانچواں کلمہ بھی انہی آیات میں سے ہے، جو اس کی بشریت کی علمبردار ہیں کیونکہ پانی کی پیاس کا احساس لازمۂ انسانیت ہے۔ بہت سے لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ ایک ہی شخصیت کامل خدا اور کامل انسان

کیسے ہو سکتی ہے؟ اس سلسلے میں ایک مثال سے اس اعتراض کا جواب پیش کروں گا۔ نباتات یا پودے ویسے ہی مادی ہیں جیسی جمادات یا پتھر یعنی پودا اور پتھر دونوں مادی ہیں۔ لیکن پتھر کی ہستی کا قاعدہ محض مادی ہے مگر پودے کی ہستی کا قاعدہ نباتاتی بھی ہے۔ اسی طرح سے انسان مادی بھی ہیں اور حیوانی بھی۔ انسان کے جسم کا پیدا ہونا۔ بڑھنا، حرکت کرنا، مرنا سب حیوانات کی طرح ہیں۔ اسی انسان کو حیوانِ ناطق بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن اس کی زندگی کا قاعدہ محض حیوانی نہیں بلکہ انسانی بھی، علیٰ ہذا القیاس۔ یسوع المسیح انسان بھی تھے اور خدا بھی۔ ان کی زندگی کا قاعدہ انسانی ہونے کے علاوہ الٰہی بھی تھا۔ اس ضمن میں ایک اور اعتراض بھی کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ خدا جب انسانی بدن میں ظاہر ہوا تو وہ خدا نہ رہا انسان بن گیا؟ اس اعتراض کے جواب میں پرانے عہد نامہ سے ایک واقعہ کو پیش کرتا ہوں۔ خدا موسیٰ پر جھاڑی میں ظاہر ہوا۔ کیا خدا جھاڑی بن گیا تھا؟ نہیں جھاڑی تو محض ایک ظرف تھی، جس کے وسیلے لامحدود خدا نے اپنے آپ کو محدود موسیٰ پر ظاہر کیا۔ اور پھر عام مشاہدہ کی بات ہے کہ انسانی وجود روح اور بدن سے مل کر بنتا ہے۔ لیکن روح بدل کر بدن نہیں بنتی، بلکہ روح روح ہی رہتی ہے اور بدن بدن؟

کہ ایک بیٹا ہمیں بخشا گیا اور ایک لڑکا تولد ہوا۔ بیٹا جو الوہیت کا دوسرا اقنوم تھا۔ پیدا نہیں ہوا بلکہ بخشا گیا۔ لڑکا یعنی مسیح کا جسم پیدا ہوا جو بطور ظرف کے ہے۔ اس کے علاوہ پرانے عہد نامہ میں بہت سے حوالے ہیں جو پیش کئے گئے ہیں۔

ملاکی ۳ : ۱ ، میکاہ ۵ : ۲ ، یسعیاہ ۵۳ : ۲ ، یسعیاہ ۹ : ۶ ۔

پیدائش ۳ : ۱۵ ، استثناء ۱۸ : ۱۸ ، ۱۹ ، دانی ایل ۷ : ۱۳ ، ۱۴ ، یسعیاہ ۴۲ : ۱ وغیرہ

یہاں ان حوالوں کا ذکر کرنا بھی ضروری ہے۔ جو مسیح کو بطور انسان کے پیش کرتے ہیں۔

۱۔ وہ کپڑوں میں لپٹا ہوا تھا۔ لوقا ۲ : ۷

۲۔ جب وہ عقل و دانش اور قد و قامت میں بڑھتا رہا۔ لوقا ۲ : ۵۲

۳۔ جب وہ سیانا ہوا تو ہم اسے سوال کرتے دیکھتے ہیں۔ لوقا ۲ : ۴۶

۴۔ وہ افسردہ نظر آتا ہے۔ یوحنا ۴: ۶
۵۔ اُسے بھوک لگی۔ ۔ ۔ ۔ متی ۴: ۲
۶۔ وہ سویا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ مرقس ۴: ۳۸
۷۔ اُس نے دعا کی ۔ ۔ ۔ ۔ مرقس ۱: ۳۵
۸۔ وہ خوش ہوا ۔ ۔ ۔ ۔ لوقا ۱۰: ۲۱
۹۔ وہ بڑبڑایا ۔ ۔ ۔ ۔ یوحنا ۱۱: ۳۳
۱۰۔ وہ چلایا میں پیاسا ہوں یوحنا ۱۹: ۲۸

۲۔ یہ مسیح کی اذیت کی سختی کو پیش کرتا ہے

یہ کہ مسیح کی لرزہ خیز اذیت کی تصویر کشی کرتا ہے۔ اس سے قبل گتسمنی باغ میں اُس کا پسینہ خون کی بوندیں بن کر ٹپکتا رہا۔ گتسمنی سے پکڑ کر اُسے کائفا کے سامنے پیش کیا گیا اور آدھی رات تک اس سے پوچھ گچھ ہوتی رہی۔ اس کے بعد پیلاطس کی کچہری میں اس پر فیصلہ صادر ہوا۔ اس کے بعد بدطینت سپاہیوں کے ہاتھوں اس نے دکھ اٹھایا۔ زخمی بدن پر صلیب اٹھائے وہ گلوری تک گیا اور وہاں اُس کے ہاتھوں اور پاؤں میں کیل لگائے گئے اور تین گھنٹے تک متواتر صلیب پر رہنے کے بعد اس نے کہا "میں پیاسا ہوں"۔ اس پر ہجوم میں سے ایک شخص دوڑا اور سپنج لے کر سرکہ میں ڈبو دیا اور سرکنڈے پر رکھ کر اسے چسایا۔ اس پر لوگوں نے سمجھا کہ ایلیاہ اسے بچاتا ہے یا نہیں۔ ہم سب جانتے ہیں اس کی افسردہ روح اس کے اعصاب کو بری طرح متاثر کر رہی تھی"۔ لیکن افسردہ دل ہڈیوں کو خشک کر دیتی ہے" امثال ۱۷: ۲۲۔ "جب میں خاموش رہا تو دن بھر کے کراہنے سے میری ہڈیاں گھل گئیں کیونکہ تیرا ہاتھ رات دن مجھ پر بھاری تھا۔ میری تراوت گرمیوں کی

خشکی سے بدل گئی" (زبور ۳۲ : ۴)۔ مسیح کے دکھ اور رنج کی انتہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ وہ سزا جو گنہگار کا حصہ تھی، مسیح خداوند نے اٹھائی۔

۳۔ یہ بائبل کے لئے مسیح کی تعظیم کو پیش کرتا ہے

خداوند یسوع مسیح کی زمینی زندگی کا مطالعہ کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے خیالات کا مصدر بائبل تھی۔ اس کی پیدائش، اس کی موت، اس کا جی اٹھنا اور دیگر واقعاتِ زندگی کلامِ مقدس کے مطابق تھے۔ اس نے بائبل کو اپنی زندگی میں اعلیٰ اور افضل درجہ دیا۔ وہ دن رات اس پر دھیان رکھتا۔ پانچواں کلمہ "میں پیاسا ہوں" پرانے عہدنامے کی ایک پیشین گوئی کی تکمیل ہے۔ "اور میری پیاس بجھانے کو انہوں نے مجھے سرکہ دیا"۔ صلیب پر چھ گھنٹے سخت قسم کی درد اور تکلیف کے باوجود بھی مسیح خداوند نے کلامِ مقدس پر نگاہ رکھی اور اپنی موت اور زندگی میں اسے مقدم رکھا۔ آپ کا کیا حال ہے؟ کیا آپ بھی اپنی زندگی میں کلامِ مقدس کو پہلا درجہ دیتے ہیں؟ کیا خدا کا کلام آپ کے پاؤں کے لئے چراغ ہے؟ کیا آپ اس کی روشنی میں چل رہے ہیں؟ کیا آپ اس میں مرقوم احکام کی تابعداری کر رہے ہیں، کیا آپ داؤد کے ساتھ مل کر یہ دعویٰ کر سکتے ہیں "میں نے وفاداری کی راہ اختیار کی ہے۔ میں نے تیرے احکام اپنے سامنے رکھے ہیں۔ میں تیری شہادتوں سے لپٹا ہوا ہوں۔ اے خداوند مجھے شرمندہ نہ ہونے دے" (زبور ۱۱۹ : ۳۰، ۳۱)۔

مجھے ایک واقعہ یاد آیا، جس کا نقل کرنا ضروری ہے۔ چند مہینے گزرے مجھے ایک ایک ایم اے پاس لڑکی سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ دوران گفتگو اس نے بتایا کہ بائبل کا احترام کرنا اتنا ضروری نہیں کیونکہ یہ تو کاغذ ہیں اور کاغذوں کی تعظیم بھی نہیں۔ اپنے دعویٰ کے ثبوت میں اس نے ایک مشنری کی مثال پیش کی کہ وہ

ایک کیمپ پر گئی۔ ایک مشنری صاحب بائبل سٹڈی کے لئے بلائے گئے تھے۔ انہوں
نے نہایت بصیرت افروز بائبل سٹڈی کروائی لیکن وہ مشنری دورانِ وعظ بائبل
کو زمین پر رکھ دیتے تھے۔ اس نے مزید کہا کہ ہمارا ایمان ان کاغذوں پہ نہیں بلکہ
اس کے اندر جو کلام ہے۔ اس پر ہے۔ مجھے اپنی بہن کی یہ بات سن کر بہت دکھ ہوا
میں نے اسے بتایا کہ بہن ہمارا ایمان ہمارے افعال سے ظاہر ہوتا ہے۔ میں ایسے
آدمی کو ہرگز ایماندار ماننے کے لئے تیار نہیں ہوں جس کے قول اور فعل میں تضاد ہو
یعنی وہ زبان سے تو اقرار کرے کہ وہ بائبل پہ ایمان رکھتا ہے اور فعل سے
اسے زمین پر رکھے۔ ہمیں دوسرے کی تقلید نہیں کرنا بلکہ خدا کے کلام کی پیروی کرنا ہے۔
کاش کہ ہم میں سے ہر ایک یہ پکار اٹھے "مجھے اپنے فرمان کی راہ پہ چلا کیونکہ
اسی میں میری خوشی ہے"۔

۴۔ یہ خدا کی مرضی کے سامنے مسیح کی تابعداری کو ظاہر کرتا ہے

" میں پیاسا ہوں" سمندروں اور دریاؤں کا خالق اور مالک پیاسا
ہے۔ وہ جس نے تھوڑے دن پہلے یروشلیم میں کھڑے ہو کر کہا " اگر کوئی پیاسا
ہو تو میرے پاس آ کر پئے" (یوحنا ۷: ۳۷)۔ جس نے یعقوب کے کنوئیں پہ
سامری عورت سے کہا " جو کوئی اس پانی میں سے پیتا ہے، وہ پھر پیاسا ہوگا۔
مگر جو کوئی اس پانی میں سے پئے گا جو میں اسے دوں گا وہ ابد تک پیاسا نہ ہو
گا۔ بلکہ جو پانی میں اسے دوں گا وہ اس میں ایک چشمہ بن جائے گا" (یوحنا
۴: ۱۳-۱۴)۔ وہ جس نے پرانے عہدنامے میں اسرائیل کی تازگی کے لئے خشک
سے پانی پیدا کیا۔ اپنی قدرت سے پانی پیدا کر سکتا تھا۔ وہ جس نے زبان سے
کہا تو کانا نے گلیل میں پانی مے بن گیا۔ اب خود پیاسا ہے۔ وہ چاہتا تو فرشتے

پانی لئے حاضر ہو جاتے۔ لیکن اُس نے اپنے فائدہ اور آرام کے لئے کوئی معجزہ نہ کیا۔ کلامِ مقدس کی پیشین گوئی تھی کہ وہ پیاسا ہوگا۔ اس نے اپنی پیاس کا اظہار اس لئے کیا تاکہ پرانے عہدنامے کی پیشین گوئی پوری ہو۔ وہ انتہائی دکھ اور مصیبت میں بھی اپنے باپ کی مرضی کو مقدم رکھتا ہے۔ کیا ہم نے اپنے امور میں کبھی کہا "تاہم میری مرضی نہیں بلکہ تیری مرضی پوری ہو"؟ ذرا دیکھئے خدا کا بیٹا ایک گھونٹ پانی کے لئے ترس رہا ہے تاکہ ہم تازگی حاصل کریں۔ کیا ہم نے کبھی غور کیا کہ آج ہسپتالوں، گھروں اور ڈسپنسریوں میں کتنے لوگ موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں؟ ان کا کوئی پرسانِ حال نہیں۔ ان کے خشک ہونٹ ہم سے پانی مانگ رہے ہیں، لیکن ہمیں تو اپنے دنیوی مشاغل سے ہی فرصت نہیں۔ یسوع نے کہا "جو کوئی شاگرد کے نام سے ان چھوٹوں میں سے کسی کو صرف ایک پیالہ ٹھنڈا پانی ہی پلائے گا۔ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ وہ اپنا اجر ہرگز نہیں کھوئے گا" (متی ۱۰ : ۴۲)۔ آج وہ جس نے ہماری نجات کے لئے کفارہ دیا، پیاسا ہے۔

۵۔ یہ مصیبت زدہ کے لئے مسیح کی ہمدردی کو پیش کرتا ہے

دکھ اور مصیبت نے دنیا کو پریشان کر رکھا ہے۔ جب مصیبت زدہ لوگوں پر نگاہ ڈالتے ہیں تو ہم پکار اٹھتے ہیں کہ یہ دنیا آنسوؤں کی وادی ہے۔ یسوع نے ہمارے دکھوں اور مشقتوں کو اپنے اوپر اٹھا لیا۔ اس نے ہماری مشقتیں اٹھائیں اور ہمارے غموں کو برداشت کیا (یسعیاہ ۵۳ : ۴)۔ "کیونکہ ہمارا سردار کاہن نہیں، جو ہماری کمزوریوں میں ہمارا ہمدرد نہ ہو سکے۔ بلکہ وہ سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا" (عبرانیوں ۴ : ۱۵)۔ وہ جس نے تمام بنی نوع انسان کے دکھوں اور غموں کو برداشت کیا، وہ آپ کو سکون، چین اور خوشی دے سکتا

ہے۔ آپ چاہے کتنے مایوس ہوں، بے چینی نے آپ کو کتنا ہی گھیرا ہوا ہو یسوع کے پاس آئیں اسے اپنے دکھ سے آگاہ کریں تو وہ آپ کی تمام دل گرفتگی کو دور کرے گا: "اپنی ساری فکر اسی پر ڈال دو کیوں کہ اس کو تمہارا خیال ہے" (۱۔ پطرس ۵: ۷)۔

یہاں اس حقیقت کا اظہار بھی مناسب نظر آتا ہے کہ اس دنیا میں رہتے ہوئے ایماندار دکھ اور مصیبت سے بچے نہیں رہتے۔ بلکہ نیک اور روحانی آدمی زیادہ ہی دکھ اٹھاتے ہیں (دیکھیں ۲۔ تیمتھیس ۳: ۱۲)۔ دنیادار لوگ جب کسی نیک اور راستباز شخص کو ملتے ہیں تو اس کو اپنی خصلت اور روش کے برعکس پاکر اس کو ستانے کے لئے مجبور ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نبی، رسول اور خدا کے دوسرے بندے ستائے گئے۔ دکھ اور مصیبت کی کٹھالی میں پڑ کر ایمانداروں کا ایمان کندن بنتا ہے۔ سمندر میں جس چھوٹے جانور یا سیپی سے موتی پیدا ہوتے ہیں اس کو بھی بڑی تکلیف اٹھانا پڑتی ہے۔ جب کوئی ریت کا ذرہ اس کے اندر گھس جاتا ہے تو وہ اس کے لئے باعث تکلیف ہوتا ہے اور اس دکھ اور درد کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ خوبصورت موتی پیدا ہوتے ہیں۔ اس لئے ایمانداروں کو مصیبت کی گھڑی میں گھبرانا نہیں چاہیئے، بلکہ خدا کے وعدوں پر مضبوطی سے قائم رہنا چاہیئے۔ وہ اپنے بندوں کو ایسا سکون اور چین دیتا ہے جو دنیا کے پاس نہیں ہے۔

۱۶۔ یہ عالمگیر ضرورت کی نشاندہی کرتا ہے

خواہشات انسان کی جبلت میں پائی جاتی ہیں۔ ہر انسان کسی نہ کسی چیز کا مستمنی نظر آتا ہے۔ کوئی دولت کے پیچھے بھاگ رہا ہے تو کسی کو عزت و مرتبہ حاصل کرنے کی پڑی ہے۔ کوئی سائنسی ایجادات و اختراعات میں الجھا ہوا ہے، کوئی فلسفہ اور منطق کی الجھی گتھیوں کو سلجھا کر حقیقت دریافت کرنے میں مصروف ہے غرضیکہ ہر انسان، خواہ امیر خواہ غریب غیر مطمئن ہے۔ دنیا اپنی اس جبلی پیاس کے لئے چلاتی ہے۔ لیکن اس کی خواہشات پوری ہونے پر بھی اس کی پیاس

نہیں بجھتی۔ اِس پیاس کو بجھانے والی صرف ایک ہی ہستی ہے اور وہ خداوند یسوع مسیح ہے۔ اس نے یعقوب کے کنوئیں پر کھڑے ہو کر کہا۔ "جو کوئی اس پانی میں سے پئے گا۔ جو میں اسے دوں گا وہ ابد تک پھر پیاسا نہ ہو گا" (یوحنا ۴: ۱۴) آج کتنے لوگ ہیں جو اپنی روحانی پیاس بجھانے کے لئے لاحاصل تدبیروں اور باطل امیدوں پر آس لگائے بیٹھے ہیں۔ وہ ریاضتیں کرتے، چلّے کاٹتے، مقبروں اور مندروں میں جاتے ہیں تاکہ انہیں خوشی اور سکون مل جائے۔ لیکن وہ مایوسی اور ناامیدی کا شکار ہیں۔ آج کتنے لوگ ہیں۔ جو گرجے جاتے، بائبل پڑھتے اور منبر پر کھڑے ہو کر بڑے بڑے وعظ کرتے ہیں۔ لیکن ان کی اپنی زندگیاں سکون اور اطمینان سے خالی ہیں۔ آج اگر آپ کی روح پیاس بجھانے کے لئے ترس رہی ہے تو ایک ہی شخص اس پیاس کو بجھا سکتا ہے۔

"اے محنت اٹھانے والو اور بوجھ سے دبے ہوئے لوگو سب میرے پاس آؤ۔ میں تم کو آرام دوں گا" (متی ۱۱: ۲۸) "مبارک ہیں وہ جو راستبازی کے بھوکے اور پیاسے ہیں کیونکہ وہ آسودہ ہوں گے"۔

۲۔ یہ ابدی اصول بیان کرتا ہے

مسیح خداوند آج بھی پیاسا ہے۔ وہ اپنے لوگوں کی محبت و خلوص کا پیاسا ہے۔ وہ اپنے خون خریدوں سے رفاقت رکھنے کا آرزومند ہے۔ گنہگار انسان اپنے گناہوں کو ترک کر کے اور خود کو مسیح کے ہاتھ میں دینے سے پیاس دور کر سکتا ہے۔ یوحنا کی انجیل کے چوتھے باب میں مسیح خداوند نے سامری عورت جو گنہگار تھی، اس کی نجات مسیح کی پیاس کو بجھا سکتی تھی۔ اس نے اپنے لوگوں سے محبت کی ایک عظیم مثال دی۔ اس نے اپنے آپ کو صلیب پر قربان ہونے کے لئے دے دیا۔ اس کی عظیم محبت اب ہم سے محبت کا تقاضا کر رہی ہے۔ محبت کو صرف محبت مطمئن کر سکتی ہے۔

" دیکھ میں دروازہ پہ کھڑا ہوا کھٹکھٹاتا ہوں۔ اگر کوئی میری آواز سن کر دروازہ کھولے گا تو میں اس کے پاس اندر جا کر اس کے ساتھ کھانا کھاؤں گا اور وہ میرے ساتھ" (مکاشفہ ۳ : ۲۰)۔ مذکورہ بالا آیت غیر نجات یافتہ لوگوں کے لئے بھی جاتی ہے۔ لیکن میرے خیال کے مطابق یہ آیت کلیسیا کے لئے ہے۔ مسیح خداوند اپنے لوگوں کے ساتھ رفاقت رکھنے کی خواہش کو پیش کرتا ہے۔ کھانا بائبل مقدس میں رفاقت کا نشان ہے۔ پاک عشاء، ایمانداروں اور مسیح خداوند کی رفاقت کا نشان ہے۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ آج نہایت کم لوگ مسیح کی اس پکار کو سن رہے ہیں۔ آج کلیسیا اتوار کے روز عبادت میں تو کرتی ہے لیکن جمعہ کے دن باغ گتسمنی میں اسے اکیلا چھوڑ کر بھاگ جاتی ہے۔ اپنے بڑا ہونے کا تو دعویٰ کرتی ہے لیکن تھکے ماندوں کے پاؤں دھونے سے احتراز کرتی ہے پطرس کی مانند جوش سے اس کا اقرار کرتی ہے۔ بعد میں اس کا انکار کرتی ہے انجیل کی منادی تو کرتی ہے۔ لیکن اس مؤثر اور زندہ کلام کا اثر اپنی زندگیوں میں دکھانے سے قاصر ہے۔ محبت اور خلوص کو اپنی زندگی سے ظاہر تو کرتی ہے۔ لیکن دوسروں کا دل پسند بننے کے لئے وہ آپ کی محبت اور خلوص کا پیاسا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ آپ اس کی رفاقت میں رہیں۔ اس نے کہا میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں۔ تو پھر آکر تمہیں اپنے ساتھ لے لوں گا تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو (یوحنا ۱۴ : ۲-۳) اس کی تازگی اور آسودگی آپ کی نجات اور مخلصی میں ہے۔ صلیب سے آنے والی صدا کو سنیئے " میں پیاسا ہوں "

چھٹا کلمہ

(کاملیت اور فتح مندی کا کلمہ)

"تمام ہوا" .... یوحنا ۱۹: ۳۰

پچھلے کلمات میں ہم نے صلیب کے المیہ کے بارے میں دیکھا۔ لیکن اب ہم نصرت اور فتح مندی کی طرف آتے ہیں۔ ایک ستم زدہ مرد ہولناک دکھ اور اذیت کے شکنجوں سے نکل کر ایک فاتح کی حیثیت سے رونما ہوتا ہے۔ یہ پکار اس کی بے بسی کی پکار نہیں۔ نہ ہی اذیت کے اختتام پر سکون اور تسلی کا اظہار ہے۔ بلکہ یہ پکار اس حقیقت کی آئینہ دار ہے کہ جو کام اور مقصد اس کے پیشِ نظر تھا وہ پورا ہوا۔ وہ کام جس کے لئے جلال کے خداوند کو اس دنیا میں آنا پڑا، مکمل ہوا۔

"تمام ہوا" یونانی میں ایک ہی لفظ ہے۔ لیکن مطلب و مفہوم کے اعتبار سے یہ لفظ بہت بڑا ہے۔ نجات کی قیمت ادا ہوئی۔ بائبل مقدس کے مطابق گناہ کی مزدوری موت ہے اور "بغیر خون بہائے معافی نہیں۔" یہ ذیل کے سات حقائق کو پیش کرتا ہے۔

۱۔ ہزاروں سال پرانی پیشگوئیاں پوری ہوئیں

جب مسیح خداوند کو سرکہ پیش کیا گیا تو اس نے کہا "تمام ہوا۔" اور یوں پرانے عہد نامے کی پیشگوئیاں ایک ایک پوری ہوئیں۔ ذیل میں چند پیش گوئیاں اور ان کی تکمیل رقم کی جاتی ہے۔

پیشگوئی: "میں تیرے اور عورت کے درمیان اور تیری نسل اور عورت کی نسل کے درمیان عداوت ڈالوں گا۔ وہ تیرے سر کو کچلے گا اور تُو اسکی ایڑی پر کاٹیگا۔" (پیدائش ۳: ۱۵)۔

تکمیل: "لیکن جب وقت پورا ہو گیا تو خدا نے اپنے بیٹے کو بھیجا جو عورت سے پیدا ہوا اور شریعت کے ماتحت پیدا ہوا۔" (گلتیوں ۴: ۴)۔

پیشگوئی: "لیکن خداوند آپ تم کو ایک نشان بخشے گا۔ دیکھو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور بیٹا پیدا ہوگا اور وہ اس کا نام عمانوایل رکھے گی۔" (یسعیاہ ۷: ۱۴)۔

تکمیل: "اب یسوع مسیح کی پیدائش اس طرح ہوئی کہ جب اس کی ماں مریم کی منگنی یوسف کے ساتھ ہو گئی تو ان کے اکٹھے ہونے سے پہلے وہ روح القدس کی قدرت سے حاملہ پائی گئی" (متی ۱: ۱۸)

پیشگوئی: "اور تیری نسل کے وسیلہ سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی کیونکہ تو نے میری بات مانی" (پیدائش ۲۲: ۱۸)۔

تکمیل: "یسوع مسیح ابنِ داؤد ابنِ ابرہام کا نسب نامہ" (متی ۱: ۱)۔

پیشگوئی: "اور جب تیرے دن پورے ہو جائیں گے اور تو اپنے باپ دادا کے ساتھ سو جائے گا تو میں تیرے بعد تیری نسل کو جو تیرے صلب سے ہوگی کھڑا کر کے اس کی سلطنت کو قائم کروں گا۔" (۲-سموئیل ۷: ۱۲، ۱۳)۔

تکمیل: "اپنے بیٹے ہمارے خداوند یسوع مسیح کی نسبت وعدہ کیا تھا، جو جسم کے اعتبار سے تو داؤد کی نسل سے پیدا ہوا" (رومیوں ۱: ۳)۔

پیشگوئی: اے جزیرو میری سنو! اے امتو جو دور ہو کان لگاؤ! خداوند نے مجھے رحم ہی سے بلایا۔ بطنِ مادر ہی سے اس نے میرے نام کا ذکر کیا۔" (یسعیاہ ۴۹: ۱)۔

تکمیل: "فرشتہ نے اس سے کہا اے مریم خوف نہ کر کیونکہ خدا کی طرف سے تجھ پر فضل ہوا ہے اور دیکھ تو حاملہ ہوگی اور تیرے بیٹا ہوگا اس کا نام یسوع رکھنا" (لوقا ۱: ۳۰، ۳۱)

پیشگوئی: لیکن اے بیت لحم افراتاہ اگرچہ تو یہوداہ کے ہزاروں میں شامل ہونے کے لئے چھوٹا ہے تو بھی تجھ میں سے ایک شخص نکلے گا اور میرے حضور اسرائیل کا حاکم ہوگا اور اس کا مصدر زمانہ سابق ہاں قدیم الایام سے ہے" (میکاہ ۵: ۲)۔

تکمیل: "جب یسوع ہیرودیس بادشاہ کے زمانہ میں یہودیہ کے بیت لحم میں پیدا ہوا" (متی ۲: ۱)۔ ملاکی نے اس کے پیش رو کے آنے کے بارے میں لکھا اور نئے عہدنامہ میں یوحنا بپتسمہ دینے والا اس پیشگوئی کی تکمیل ہے۔ غرضیکہ پرانے عہدنامے کی ایک ایک پیشگوئی پوری ہوئی اور اس نے اختتام پر کہا "تمام ہوا"۔

۲۔ اُس کا دکھ تمام ہوا

مسیح خداوند کے دکھوں کے خوفناک نظاروں کو دیکھ کر ہر دردمند انسان کا کلیجہ منہ کو آنے لگتا ہے۔ ان وحشیانہ مظالم کو بیان کرنے کے لئے قوت تحریر اور قدرت گفتار عاجز ہیں۔ گتسمنی باغ میں جانکنی کی حالت، اس کا زنجیروں میں جکڑا جانا، اس کے گالوں پر طمانچے مار کر کہنا "اے مسیح! نبوت سے بتا تجھے کس نے مارا" اس کو کوڑے لگانا، کوڑوں کے بعد اس کا سپاہیوں کے حوالہ کیا جانا، اس کے سر پر کانٹوں کا تاج اور صلیب پر لٹکے رہنا، غرضیکہ اس نے جسمانی،

روحانی اور دینی طور پر انتہائی دکھ سہا۔ یسعیاہ نے ٹھیک تو کہا کر دہ " مردِ غم ناک " ہے۔ شیطان ، انسان اور خدا ، سبھی نے اسے دکھ دیا۔ اس لئے زبور نویس لکھتا ہے " میں لڑکپن ہی سے مصیبت زدہ اور قریب الموت ہوں " (زبور ۸۸ : ۱۵)۔ انسان اپنے مستقبل سے بے خبر ہوتا ہے۔ لیکن مسیح خداوند اپنی آئندہ زندگی کے بارے میں بھی جانتے تھے۔ غالباً یہی وجہ تھی کہ قانائے گلیل کی شادی میں سب لوگ خوش تھے۔ لیکن مسیح نے کہا۔ اس کا وقت نہیں آیا۔ جب نیکدیمس رات کی تاریکی میں مسیح کے پاس آتا ہے تو مسیح ابنِ آدم کے اوپر اٹھائے جانے کا ذکر کرتا ہے۔ جب پطرس اور یوحنا اس کی بادشاہی میں اعلیٰ عہدوں پر فائز ہونے کی آرزو کا اظہار کرتے ہیں۔ تو وہ اس پیالہ کے بارے میں جسے وہ پینے کو تھا اور اس بپتسمہ کے بارے میں جسے وہ لینے کو تھا بیان کرتا ہے۔ جب پطرس نے کہا " تو زندہ خدا کا بیٹا۔ مسیح ہے " تو اس نے اپنے شاگردوں سے کہا " اسے ضرور ہے کہ یروشلم کو جائے اور بزرگوں اور سردار کاہنوں اور فقیہوں کی طرف سے بہت دکھ اٹھائے اور قتل کیا جائے اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے " (متی ۱۶ : ۲۱)۔ زبور نویس نے ٹھیک ہی تو کہا ہے۔ " ملامت نے میرا دل توڑ دیا۔ میں بہت اداس ہوں اور میں انتظار میں رہا کہ کوئی ترس کھانے پر کوئی نہ تھا " (زبور ۶۹ : ۲۰)۔

لیکن اب دکھ ختم ہو چکا ہے۔ پیالہ پیا جا چکا ہے۔ تاریکی مٹ گئی ہے۔ خدا کا غضب ٹل گیا ہے۔ عدل کا تقاضا پورا ہو چکا ہے۔ وہ پکار رہا ہے۔ " تمام ہوا۔ اے گنہگار انسان ! تیرے گناہوں اور بدیوں کا کفارہ دیا جا چکا ہے۔ جو دکھ تجھے سہنے تھے۔ میں نے سہہ لئے ہیں صلیب پر چشمِ ایمان ڈال اور بچ جا۔"

۲- تجسم کا مقصد پورا ہوا

جب آدم اپنے خالق کی نافرمانی کا مرتکب ہوا تو وہ اپنے گناہ کے سبب خدا سے علیحدہ ہوگیا، جس کے نتیجہ میں انسان خدا کی محبت سے خالی اور سنگ دل بن گیا اور یوں انسان الٰہی زندگی سے خارج ہوکر روحانی طور پر مردہ ہو گیا۔ روحانی موت سے مراد روح کی موت ہرگز نہیں۔ بلکہ خدا سے جدا ہونے کے لئے روحانی موت بطور اصطلاح ہے۔ جیسے مچھلی سمندر سے نکال لی جائے تو وہ موت کے قبضہ میں ہوتی ہے۔ ویسے ہی انسان خدا سے دور ہو کر موت کے قبضہ میں ہے۔ کلامِ مقدس کا فرمان ہے کہ خدا پاک ہے (یشوع ۲۴ : ۱۹)۔ اور انسان ناپاک اور گنہگار ہے۔ "انسان ہے کیا کہ وہ پاک ہو؟ اور وہ جو عورت سے پیدا ہوا کیا ہے کہ صادق ہو؟" (ایوب ۱۵ : ۱۴)۔ مزید دیکھیں رومیوں ۳ : ۲۳ ؛ زبور ۵۳ : ۲-۳ ؛ لوقا ۱۸ : ۱۹ ؛ واعظ ۷ : ۲۰)۔

کلامِ مقدس کی روشنی میں یہ بات واضح ہے کہ خدا اور انسان کی طبائع باہم متضاد ہیں۔ جس کے باعث وہ دونوں اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ "راست بازی اور بے دینی میں کیا میل جول؟ یا روشنی اور تاریکی میں کیا شراکت؟" (۲-کرنتھیوں ۶ : ۱۴)۔

ان گنت ریفارمروں، مبلغوں اور مبشروں نے ازالۂ گناہ اور حصولِ نجات کے لئے کوششیں کیں۔ لیکن ان کی سرگرم کوششوں کے باوجود خوشگوار نتائج برآمد نہ ہو سکے۔ کیونکہ کھاری چشمے سے آبِ شیریں حاصل کرنا ناممکن ہے (یعقوب ۳ : ۱۱)۔ چنانچہ خدائے رحیم و عادل نے انسان کی ذاتی لاچاری اور بے بسی کی حالت پر رحم کیا اور اپنے اکلوتے بیٹے یسوع مسیح کو اس پُر از گناہ دنیا میں بھیج دیا۔ تاکہ اس کے پاک اور بے داغ کفارہ کے طفیل مریضانِ گناہ کے بہتے ہوئے آنسو پونچھے جائیں اور ان کی سسکیاں نغموں میں بدل جائیں۔ صلیب پر یہ کام پورا ہوا، اسی لئے آخری بات مسیح نے فرمایا" جو کام تو نے مجھے کرنے

کر دیا، اس کو تمام کر کے میں نے زمین پر تیرا جلال ظاہر کیا" (یوحنا ۱۷: ۴)۔ تجسم کا مقصد پورا ہوا۔ خدا کا وہ ابدی مقصد جس کے لئے اس نے آسمانی جلال کو چھوڑا اور خادم کی صورت اختیار کی، پایۂ تکمیل کو پہنچا: "جب وہ خدا کے مقررہ انتظام اور علم سابق کے موافق پکڑوایا گیا۔ تو تم نے بے شرع لوگوں کے ہاتھ سے اسے مصلوب کروا کر مار ڈالا۔ لیکن خدا نے موت کے بند کھول کر اسے جلایا، کیوں کہ ممکن نہ تھا کہ وہ اس کے قبضہ میں رہتا" (اعمال ۲: ۲۳)۔

۴۔ کفارہ کی قربانی ہمیشہ کے لئے ادا کر دی گئی

دنیا کی مذہبی تاریخ کا سرسری جائزہ لینے سے یہ حقیقت ظاہر ہوتی ہے کہ بہت سے ملک، بہت سے گروہ اور بہت سی قومیں الٰہی قربت حاصل کرنے کے لئے ایک مشترکہ طریقہ کی حامی ہیں اور وہ ہے قربانی۔ بائبل مقدس کا فرمان ہے "بغیر خون بہائے معافی نہیں ہوتی" (عبرانیوں ۹: ۲۲)۔ اہل اسلام کے نظریات کے مطابق بھی قربانی کرنا فرض ہے۔ قربانی کا پس منظر اس طرح ہے۔ کہ جب انسان نے الٰہی شریعت کے عدول سے موت کمائی تو وہ کسی عوض کے بغیر ٹل نہیں سکتی تھی۔ کیوں کہ خدائے قدوس کے عدل کا یہ تقاضا ہے کہ جان کے بدلے جان ہے۔ چنانچہ آفرینش عالم کے اوائل ہی میں جب حضرت آدم اور حوا نے الٰہی حکم خلاف ورزی کرتے ہوئے ممنوعہ پھل کھا لیا تو ننگے پائے گئے اور خدا نے آدم اور اس کی بیوی حوا کے واسطے چمڑے کے کرتے بنا کر انہیں پہنائے۔ (پیدائش ۳: ۲۱) یہاں کفارہ کی پہلی علامت ملتی ہے اور یوں کسی بے گناہ کی

کہ ان کی عریانی کو ڈھانپ گیا۔

مستزاد یہ کہ بنی اسرائیل میں کفارہ کی قربانی سال بسال ہونے لگی۔ خدا کی نذر کیا کرتے تھے گویا
کفارہ کی قربانی سے تمام بنی اسرائیل اور یہ بنی اسرائیل کے امام اعظم کی
طرف سے ہوا کرتی تھی اور اس کا تمام خرچ ان نذرانوں سے پورا ہوتا۔ جو
بنی اسرائیل کے گناہوں کی مغفرت کے لئے ہوتی تھی یہ بنی اسرائیل کی قومی عبادت
تھی۔ جو بنی اسرائیل کو خدا کی قربت میں لانے کے لئے امام اعظم کرتا تھا۔ لیکن وہ لوگ
کفارہ کا مطلب نہ سمجھے۔ انہوں نے قربانیوں پر تو زور دیا اور قربانیاں کرتے
رہے۔ لیکن قربانیوں سے جو قربانی کرنے والے کی اصلاح مقصود تھی اسے انہوں
نے بالکل فراموش کر دیا۔ وہ اس حقیقت کو سمجھنے سے قاصر رہے کہ قربانی
دینے سے بہتر خدا کا حکم ماننا ہے۔ انہوں نے قربانیوں کو اپنے گناہوں کا معاوضہ
خیال کیا اور برائی کر کے اس کی تلافی میں قربانی دینا اپنا دستور العمل بنا لیا۔ اسی
لئے کلام مقدس میں ان کے غلط طریقے کی مذمت ہوئی دیکھئے (یسعیاہ ۱۰ : ۲۰ ، ۶۶ ؛
اور ہوسیع ۸ : ۱۳) عزیزو پرانے عہد نامے کی قربانیاں نئے عہد نامے کی عظیم قربانی
یعنی کفارہ المسیح کی عکسی اور تمثالی تصویریں ہیں۔ اس عظیم قربانی میں وہ سب قربانیاں جو
کسی نیک اور راست اصول کی وفاداری اور حمایت میں کی جاتی تھیں ایسے چھپ
جاتی ہیں جیسے آفتاب کے نور میں ستاروں کی ضیا پاشی اس عظیم قربانی میں خدا کا
عدل اور رحم ظاہر ہوتے ہیں۔ اس کے رحم کا تقاضا ہے کہ انسان کو معاف کیا
جائے اور اس کے عدل کا تقاضا ہے کہ گناہ کی سزا دی جائے۔ مسیح کے گنہگار
انسان کے لئے قربان ہونے سے انسان بچ گیا اور عدل اور رحم کا تقاضا بھی پورا
ہو گیا۔ اب قربانی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ہو چکی ہے۔ یہ کام تمام ہو چکا
ہے اور اس کے چار ثبوت ہیں۔

۱۔ ہیکل کا پردہ پھٹ گیا۔ خدا اور انسان کے درمیان راستہ بحال ہو گیا۔

۲۔ مُردوں میں سے مسیح کا زندہ ہونا یہ ظاہر کرتا ہے کہ کفارہ قبول ہوا۔

۳. مسیح کا خدا کے دا ہنے ہاتھ بیٹھنا مسیح کے مرتبہ کو ظاہر کرتا ہے۔
۴. رُوح القدس کا نزول تاکہ لوگ فیوضِ کفارہ سے فیض یاب ہو سکیں۔

۵. ہمارے گناہوں کی معافی کا کام مکمل ہوا

خداوند یسوع مسیح ہمارے گناہوں، جرموں اور خطاؤں کے بدلے میں صلیب پر مصلوب ہوا۔ "خداوند نے ہم سب کی بدکرداری اس پر لادی" (یسعیاہ ۵۳: ۶)۔ "وہ آپ ہمارے گناہوں کو اپنے بدن پر لئے ہوئے صلیب پر چڑھ گیا تاہم گناہوں کے اعتبار سے مر کر راستبازی کے اعتبار سے جئیں اور اسی کے مار کھانے سے تم نے شفا پائی" (۱۔ پطرس ۲: ۲۴)۔ پرانے عہد نامے میں کفارہ کی قربانی جو ہر سال سردار کاہن پیش کرتا تھا اس کا ذکر احبار کی کتاب کے سولہویں باب میں مرقوم ہے۔ دستور کے مطابق خیمہ اجتماع کے دروازہ پر خدا کے سامنے دو بکرے پیش کئے جاتے۔ سردار کاہن ان بکروں پر چٹھیاں ڈالتا۔ ایک پر خدا کے لئے اور دوسرے پر عزازیل کے لئے اور جس بکرے کا نام خدا کی چٹھی ہوتی اسے ذبح کیا جاتا اور اس کا خون لے کر سردار کاہن خیمۂ اجتماع کے اندر پاک ترین مقام میں جاتا اور خون کو سرپوش کے اردگرد چھڑکتا۔ اس کے بعد سردار کاہن خیمۂ اجتماع کے باہر آتا اور اپنے دونوں ہاتھ زندہ بکرے کے سر پر رکھ کر بنی اسرائیل کی تمام بدکاریوں، گناہوں اور خطاؤں کا اقرار کرتا اور وہ بکرا بیابان میں چھوڑ دیا جاتا۔ اسی طرح مسیح نے بھی ہمارے گناہوں کا کفارہ دیا۔ اسی لئے پطرس نے کہا "تمہاری خلاصی فانی چیزوں یعنی سونے چاندی کے ذریعہ سے نہیں ہوئی بلکہ ایک بے عیب اور بے داغ برّے یعنی مسیح کے بیش قیمت خون سے" (۱۔ پطرس ۱: ۱۸۔ ۱۹)۔

اسی لئے یوحنّا نے یسوع کے بپتسمہ کے وقت کہا "دیکھو یہ خدا کا برہ ہے جو دنیا کا گناہ اٹھا لے جاتا ہے" (یوحنّا ۱ : ۲۹)۔ اگر ہم یسوع پر ایمان لے آتے ہیں تو ہمارے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کا کفارہ یسوع نے دے دیا ہے۔ یہاں غیر مسیحیوں کے ایک اعتراض کا جواب دینا بھی ضروری ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ چونکہ مسیح نے بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ دے دیا ہے اس لئے مسیحیوں کو کھلی چھٹی ہے کہ کفارہ کی آڑ میں غلط کام کریں۔ لیکن ایسا کہنا صداقت پر مبنی نہیں کیونکہ ایک مریض جب بیماری سے تندرست ہو جاتا ہے تو کیا وہ اس لئے بار بار بیمار ہونے کی کوشش کرے کہ ادویہ اور ڈاکٹر حضرات اس بیماری کے علاج کے لئے موجود ہیں؟ ہرگز نہیں۔ کوئی صحت یافتہ آدمی کبھی بھی دوبارہ بیمار ہونے کی خواہش نہیں کرتا، خواہ اس کی شفا کا سامان بکثرت موجود کیوں نہ ہو۔ اوّل تو کوئی حقیقی مسیحی دیدہ دانستہ گناہ کرنے کی کوشش نہیں کرتا لیکن اگر کوئی اس غلط فہمی کے زیرِ اثر مسیح پر ایمان لانے کے بعد دانستہ گناہ پر دلیر ہو جائے تو کلامِ مقدس کا فرمان اس کے بارے میں یوں ہے "کیونکہ حق کی پہچان حاصل کرنے کے بعد اگر ہم جان بوجھ کر گناہ کریں تو گناہوں کی کوئی اور قربانی باقی نہیں رہی" (عبرانیوں ۱۰ : ۲۶)۔

۲۔ شریعت کا مطالبہ پورا ہوا

شریعت خدا کے احکام و قوانین کا مجموعہ جو پرانے عہد نامے میں انسان کو دیا گیا۔ لیکن اپنی گناہ آلود فطرت کے باعث وہ ان قوانین و احکام کو پورا نہ کر سکا۔ کیونکہ گناہ سے نجات حاصل کئے بغیر شریعت پر عمل کرنا ہی ناممکن ہے۔ ایک کبڑے کو اگر یہ کہا جائے کہ وہ سیدھا ہو کر چلے تو یہ اس کے لئے ناممکن ہے، کیونکہ اس کی کمر میں بگاڑ ہے۔ جب تک یہ بگاڑ دور نہ ہو وہ سیدھا ہو کر نہیں چل سکتا۔ شریعت انسان کو بھلائی کرنے کیلئے کہتی ہے، لیکن انسان فطرتاً بدطور

پر گناہ کی طرف مائل ہے۔ اسی لئے پولس رسول لکھتا ہے "کیوں کہ میں جانتا ہوں کہ مجھ میں یعنی میرے جسم میں کوئی نیکی بسی ہوئی نہیں البتہ ارادہ تو مجھ میں موجود ہے، مگر نیک کام مجھ سے بن نہیں پڑتے۔ چنانچہ جس نیکی کا ارادہ کرتا ہوں" (رومیوں ۷:۱۸-۱۹)۔
شریعت انسان کو مجرم ٹھہراتی ہے۔ اس کے جرم کا علاج اس کے بس کا نہیں۔ شریعت ایک آئینہ ہے۔ جس طرح آئینہ چہرے کے بدنما داغ دکھا دیتا ہے پر ان کا علاج نہیں کر سکتا، اسی طرح شریعت کے وسیلہ سے صرف گناہ کی پہچان ہوتی ہے (رومیوں ۳:۲۰)۔ شریعت تھرمامیٹر سے مشابہ ہے جو بخار تو بتا دیتا ہے، لیکن بخار کا علاج نہیں کر سکتا۔ تو کیا شریعت بُری ہے؟ ہرگز نہیں، جس طرح کہ تھرمامیٹر بُرا نہیں۔ مسیح خداوند نے اسی لئے فرمایا "یہ نہ سمجھو کہ توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں" (متی ۵:۱۷)۔ مسیح نے ہمارے لئے شریعت کے تقاضے کو پورا کیا۔ اس لئے کہ
جو کام شریعت جسم کے سبب سے کمزور ہو کر نہ کر سکی وہ خدا نے کیا۔ یعنی اس نے اپنے بیٹے کو گناہ آلودہ جسم کی صورت میں گناہ کی قربانی کے لئے بھیج کر جسم میں گناہ کی سزا کا حکم دیا۔ تاکہ شریعت کا تقاضا ہم میں پورا ہو جو جسم کے مطابق نہیں بلکہ روح کے مطابق چلتے ہیں (رومیوں ۸:۳-۴)۔
شریعت کے مطالبہ کو پورا کرنے کے لئے کہ "بغیر خون بہائے معافی نہیں" اس نے لعنتی موت برداشت کی۔ یہ سچ ہے کہ صلیبی موت اس شخص کے لئے جو اس کے اپنے گناہ کے باعث ہو، واقعی قابلِ نفرت اور لعنتی موت ہو سکتی ہے۔ لیکن وہ موت جو ناراستوں اور گنہگاروں کو بچانے کے لئے ایک راستباز سہتا ہے وہ بذاتہ لعنتی موت نہیں، کیوں کہ جو زرِ فدیہ کسی قیدی کی آزادی کے لئے دیا جاتا ہے، وہ روپیہ لعنتی نہیں ہوتا۔ بلکہ اس لعنت کو دھونے اور مٹانے والا ہوتا ہے۔ عزیزو! شریعت کا تقاضا پورا ہو چکا ہے۔ اب ہم اس کے فضل کے ماتحت ہیں "کیونکہ تم شریعت کے ماتحت

نہیں۔ یہ فضل کے ماتحت ہو۔" خدا کی رحمت کی فراوانی اور اس کے فضل لاانتہائی پر غور کیجئے اور اسے قبول کیجئے۔

۷۔ طاغوتی قوتیں مغلوب ہوئیں

مسیح کی صلیب شیطانی طاقتوں کی شکست کا اعلان ہے۔ بظاہر یہ شیطانی طاقتوں کی کامیابی لگتی ہے۔ لیکن حقیقت میں یہ ان کی شکستِ فاش ہے۔ اس سلسلہ میں مسیح کے الفاظ ملاحظہ فرمایئے: "اب دنیا کی عدالت کی جاتی ہے اب دنیا کا سردار نکال دیا جائے گا۔" (یوحنا ۱۲ : ۳۱) ابھی شیطان اتھاہ گڑھے میں نہیں ڈالا گیا تاہم اس پر سزا کا حکم ہو چکا ہے اور اس پر عمل روزِ عدالت کو ہوگا۔ جہاں تک ایمانداروں کا تعلق ہے اب شیطان کا ان پر قبضہ نہیں رہا۔ شیطان ایمانداروں کا شکست خوردہ دشمن ہے۔ "پس جس صورت میں کہ لڑکے خون اور گوشت میں شریک ہیں تو وہ خود بھی ان کی طرح ان میں شریک ہوا تاکہ موت کے وسیلہ سے اس کو جسے موت پر قدرت حاصل تھی یعنی ابلیس کو تباہ کر دے" (عبرانیوں ۲ : ۱۴)۔

اسی نے ہم کو تاریکی کے قبضہ سے چھڑا کر اپنے عزیز بیٹے کی بادشاہی میں داخل کیا (کلسیوں ۱ : ۱۳) تاہم پر کوئی اختیار نہیں رہا۔ ایک وقت تھا کہ ہم اس کے غلام تھے لیکن یسوع مسیح کے خون نے ہمیں آزادی بخشی اور اب ہم یسوع مسیح کے پیچھے چلتے ہیں۔ ایک وقت تھا کہ ہمارا دل شیطان کی آماجگاہ تھا۔ لیکن اب یہ مسیح یسوع کا مسکن ہے۔ اسی لئے پولس کہتا ہے "اب میں زندہ نہ رہا بلکہ مسیح مجھ میں زندہ ہے۔" ہمارا کام شیطان کا مقابلہ کرنا ہے۔ خدا کا کلام کہتا ہے "شیطان کا مقابلہ کرو تو وہ تم سے دور بھاگ جائے گا۔" بہت سے لوگ یہ کہتے ہیں کہ بےشک مسیح نے ہی ہمارے لئے کیا، لیکن ہمیں بھی اس سلسلہ میں کوشش کرنا چاہئے۔ لیکن یہ ایک غلطی ہے۔ اس کی وضاحت کے سلسلے میں ایک واقعہ کا ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں۔ چند سال ہوئے ایک گاؤں میں ایک نجات یافتہ کسان رہتا تھا۔ اس کے پڑوس میں ایک غیر نجات

یافتہ بڑھئی رہتا تھا۔ دونوں اکثر فرصت کے وقت میں ایک دوسرے سے تبادلہ خیال کیا کرتے تھے ایک دن بڑھئی نے کسان سے کہا: "آپ نے تو مفت کی نجات حاصل کرلی ہے۔ لیکن میں اس سلسلہ میں اپنی ذاتی کوشش بھی کرنا چاہتا ہوں"۔ کسان اپنے دوست بڑھئی کو اس الجھن سے نکالنا چاہتا تھا۔ لیکن بڑھئی بڑا ہٹ دھرمی تھا۔ آخر کسان کو ایک ترکیب سوجھی۔ اس نے بڑھئی سے ایک دروازہ بنانے کو کہا۔ جب دروازہ مکمل ہو گیا تو کسان دروازہ دیکھنے آیا۔ کسان نے ایک کلہاڑا لیا اور اس سے دروازے پر ضربیں لگانے لگا۔ اس پر بڑھئی چلایا "اے میاں! یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟" اس پر کسان نے جواب دیا "میں اپنی طرف سے اس میں کچھ اضافہ کرنا چاہتا ہوں" اور کلہاڑے کی پے در پے ضربوں سے دروازہ کا حلیہ بگاڑ دیا۔ اس پر بڑھئی نے افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا "دروازہ تو پہلے مکمل تھا۔ تم نے اپنی کوشش سے تو اسے خراب کر دیا"۔ اس پر کسان نے کہا "میرے بھولے دوست! مسیح نے بھی شیطان کی طاقتوں کو شکست دے دی۔ اب آپ اس سلسلہ میں کیا کوشش کرنا چاہتے ہیں؟" اس پر بڑھئی نے خدا کے مفت فضل کو قبول کیا اور مسیح کے کفارہ پر ایمان لاکر بچ گیا۔ عزیزو! مسیح نے نجات کا کام ختم کر دیا ہے۔ اب وہ دوبارہ آنے والا ہے اور ہر ایک سے اس کے کاموں کا حساب لے گا۔

ساتواں کلمہ

"اے باپ! میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" (لوقا ۲۳: ۴۶)
یہ آخری کلمہ مسیح خداوند نے صلیب پر سے بڑی بلند آواز میں کہا۔ یہ ساتواں کلمہ کاملیت کا نشان ہے کیونکہ سات کا عدد کاملیت کا عدد ہے۔ یہ عدد اس حقیقت کا اظہار کرتا ہے کہ کفارہ کا کام پورا ہوا۔ پیدائش کی کتاب کا مطالعہ ظاہر کرتا ہے کہ جب خدا نے چھ دن میں دنیا اور مخلوقات کو خلق کیا تو ساتویں دن آرام کیا۔ اسی طرح مسیح نے بنی نوع انسان کی نجات کا کام مکمل کرنے کے بعد اپنی روح اپنے باپ کے ہاتھ میں سونپ دی۔ سات صلیبی کلمات اتفاقی کلمے نہ تھے، بلکہ ہزاروں سال پیشتر انبیاء نے ان کے بارے میں پیشگوئیاں کی تھیں، جو کہ پوری ہوئیں۔

پہلا کلمہ: "اے باپ ان کو معاف کر، کیونکہ یہ جانتے نہیں کہ کیا کرتے ہیں" گنہگاروں کی شفاعت کے بارے میں ہے۔ یسعیاہ نبی نے اسے ان الفاظ میں قلم بند کیا۔ "اس نے خطاکاروں کی شفاعت کی"۔

دوسرا کلمہ "تو آج ہی میرے ساتھ فردوس میں ہوگا" گنہگار کی نجات کے بارے میں ہے۔ اس کے بارے میں فرشتہ کی

پیشگوئی ملاحظہ فرمائیے "اس کے بیٹا ہوگا اور تو اس کا نام یسوع رکھنا کیونکہ وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دے گا" (متی ۱: ۲۱)۔

تیسرا کلمہ محبت کا کلمہ ہے: "اے عورت دیکھ یہ تیرا بیٹا"۔ اس کے بارے میں لوقا نے یوں تحریر کیا ہے "بلکہ خود تیری جان بھی تلوار سے چھد جائے گی۔ تاکہ بہت لوگوں کے دلوں کے خیال کھل جائیں" (لوقا ۲: ۳۵)۔

یہ کلمہ مریم کے غم کو پیش کرتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اگر مریم کے دکھوں اور اذیتوں کو بغور دیکھا جائے تو اسے خاتونِ غمناک کہنا چاہیئے۔

چوتھا کلمہ "اے میرے خدا! اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" ان الفاظ کو زبور نویس نے بائیسویں زبور کی پہلی آیت میں لکھا ہے: "اے میرے خدا! اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟"

پانچواں کلمہ "میں پیاسا ہوں" میری پیاس بجھانے کو انہوں نے مجھے سرکہ پلایا" (زبور ۶۹: ۲۱) کی تکمیل ہے۔

چھٹا کلمہ "تمام ہوا" : وہ آئیں گے اور اس کی صداقت کو ایک قوم پر جو پیدا ہوگی۔ یہ کہہ کر ظاہر کریں گے کہ اس نے یہ کام کیا ہے" (زبور ۲۲: ۳۱)۔

ساتواں کلمہ "اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں" "میں اپنی روح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں" (زبور ۳۱: ۵) کی تکمیل ہے۔

۱۔ یہ خدا اور مسیح کی رفاقت کی بحالی کو پیش کرتا ہے

صلیبی کلمات کا مطالعہ کرتے ہوئے ہم نے چوتھے کلمہ میں دیکھا کہ مسیح نے کہا "اے میرے خدا! اے میرے خدا تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا؟" وہ جو گناہ سے واقف نہ تھا ہماری نجات اور مخلصی کے لئے گناہ ٹھہرا۔ ہمارے گناہ اس نے اپنے اوپر لے لئے اور خدا کے قہر کا نشانہ بنا۔ خدا جو پاک ہے وہ گناہ کو دیکھ نہیں سکتا۔ تھوڑی مدت کے لئے رشتہ، رفاقت منقطع ہوگیا۔ لیکن یہ ٹوٹی ہوئی رفاقت اب پھر بحال ہو رہی ہے۔ مسیح نے کہا "اے باپ! میں اپنی

روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔" ان الفاظ کے ساتھ ہی مسیح خداوند نے جان دے دی اور باپ سے ٹوٹی ہوئی رفاقت پھر بحال ہو گئی۔

عزیزو! مرنے کے بعد گناہوں سے نجات پانے کا کوئی موقع نہیں ہے۔ اسی زندگی میں گناہوں سے توبہ کر کے مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کر کے ہمیشہ کی زندگی حاصل کرنی ہے۔ جب انسان گناہ کر کے خدا سے دور ہو گیا تو خدا نے کہا "گناہ کی مزدوری موت ہے" "بغیر خون بہائے معافی نہیں"۔ مسیح نے اپنا بیش قیمت خون بہا کر ہمیں موت سے نکال کر زندگی میں لانے کا انتظام کیا۔ اس کا رشتۂ رفاقت ایک بار پھر بحال ہو گیا ہے۔ وہ چاہتا ہے کہ ہمارا بھی خدا سے میل ہو جائے۔ اس نے کہا "جہاں میں ہوں تم بھی ہو"۔ گناہ سے آزادی اور مخلصی اب صلیب کے وسیلے سے حاصل ہوتی ہے۔ کیا آپ نے صلیب کو قبول کیا ہے؟ جب تک آپ قبول نہیں کریں گے۔ آپ زندگی حاصل نہیں کر سکتے۔ اس حقیقت کو ایک مثال سے واضح کیا جاتا ہے۔ فرض کیا ایک بچہ شدید قسم کے بخار میں مبتلا ہے۔ بچے کی ماں بھاگتی ہوئی ڈاکٹر کے پاس جاتی ہے۔ ڈاکٹر سے بخار کی دوا لے کر گھر آتی ہے اور بچے سے کہتی ہے "بیٹا ڈاکٹر نے یہ بڑی اچھی دوائی دی ہے وہ کہتا تھا کہ جونہی تم دوا کھاؤ گے ٹھیک ہو جاؤ گے"۔ لیکن اگر بچہ دوائی کو قبول نہ کرے اور کھائے نہ تو کیا اس کا بخار اتر جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ عزیزو! بخار کا علاج تو موجود ہے لیکن نادان بچہ اسے کھا نہیں رہا اس لئے بدستور بخار میں مبتلا ہے۔ اسی طرح مسیح خداوند نے گناہ سے نجات حاصل کرنے کا انتظام تو کر دیا ہے لیکن نادان انسان اس انتظام کو قبول نہیں کر رہا اور بدستور گناہ میں زندگی بسر کر کے اپنے لئے ابدی ہلاکت کما رہا ہے۔ اگر آپ بھی خدا نے قدوس سے اپنا ٹوٹا ہوا رشتۂ رفاقت بحال کرنا چاہتے ہیں تو اس مصلوب پر ایک نظر ایمان ڈالیں اور اس کو اپنے دل میں آنے دیں۔ وہ آپ کی ٹوٹی ہوئی رفاقت بحال کرے گا۔ اس نے کہا اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھوں میں سونپتا ہوں۔

۲۔ یہ باپ پر کامل بھروسہ کو ظاہر کرتا ہے

بارہ گھنٹے سے زیادہ عرصہ تک مسیح خداوند آدمیوں کے ہاتھوں میں رہا۔ اس کے بارے میں پہلے ہی انہوں نے اپنے شاگردوں کو باخبر کر دیا تھا: اور جب وہ گلیل میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ یسوع نے ان سے کہا ابن آدم آدمیوں کے حوالہ کیا جائے گا اور وہ اسے قتل کریں گے اور وہ تیسرے دن زندہ کیا جائے گا۔ اس پر وہ بہت غمگین ہوئے" (متی ۲۲:۱۷)۔ گتسمنی باغ میں اس نے اپنے شاگردوں کو ستا پاکر کہا" اب سوتے رہو اور آرام کرو۔ دیکھو وقت آ پہنچا ہے اور ابن آدم گنہگاروں کے حوالے کیا جاتا ہے" (متی ۲۶ : ۴۵)۔ اگرچہ مسیح خداوند آسانی سے اپنے پکڑنے والوں کے ہاتھ سے بچ سکتا تھا، لیکن اس نے ایسا نہ کیا اور اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا کیونکہ اسے باپ پر کامل بھروسہ تھا۔ اس نے ہمیشہ اپنے آسمانی باپ کی خوشی کو مقدم رکھا۔ ابھی وہ بچہ ہی تھا تو اس نے کہا " تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے؟ کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے اپنے باپ کے ہاں ہونا ضرور ہے؟" (لوقا ۲ : ۴۹)۔ یہ سارے دعاؤں میں اس نے لفظ" باپ " کا استعمال تعتد بار تقریباً سترہ دفعہ کیا۔ اب وہ آخری بار صلیب پر سے" باپ " کا لفظ استعمال کرتا ہے اور اس کے ہاتھ میں اپنی روح سونپتا ہے۔ باپ اپنے بچوں کو پیار کرتا ہے اور اس قابل ہے کہ اس پر بھروسہ کیا جا سکے۔ اس ضمن میں مجھے ایک کہانی یاد آ گئی۔ ایک دفعہ ایک دیہاتی آدمی اپنی بیوی اور چھ سالہ بچے کے ہمراہ ایک گاؤں سے دوسرے گاؤں کی طرف جا رہا تھا۔ وہ سب پیدل جا رہے تھے۔ راستہ بڑا پرخطر تھا۔ بچہ دوران سفر اکثر ماں باپ سے آگے بھاگ جاتا، جس سے ماں پریشان ہو

جاتی آخر ماں نے تنگ آ کر کہا "ننھے ان درختوں میں پھاڑ کھانے والے جانور ہیں وہاں
اُدھر مت جاؤ" بچے نے بڑی معصومیت سے جواب دیا "اچھی امی! جب ابا ہمارے
ساتھ ہیں تو ہمیں کسی جانور سے نہیں ڈرنا چاہیئے" اگرچہ اس بچے کا باپ جسمانی
لحاظ سے کمزور تھا تاہم بچے کو اپنے باپ پر کامل بھروسہ تھا۔ وہ باپ کی محبت
اور خلوص کو جانتا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ جونہی کوئی مشکل وقت آیا باپ اسے بچا لے
گا۔ لیکن افسوس کا مقام ہے کہ ہم نے اپنے آسمانی باپ کی محبت کو نہیں پہچانا۔ اس
کی محبت پر سادھو سندر سنگھ نے بھروسہ کیا تو زہر کھا کر بھی زندہ رہا اور اندھیرے
کنوئیں سے باہر نکل آیا۔ اس کے پیار پر پولس اور سیلاس نے بھروسہ کیا تو قید خانہ
کی دیواریں ہل گئیں۔ مسیح نے بھی خدا پر بھروسہ کیا کہ وہ اسے چھڑا سکتا ہے اور خدا
نے اسے موت پر غلبہ بخشا۔ آپ بھی اس پر بھروسہ رکھیئے۔ وہ آپ کی مدد کرے گا۔

۲۔ یہ مسیح کی کامل فرمانبرداری کا عکاس ہے

جب اس کے ماں باپ اسے ڈھونڈتے ہوئے یروشلم میں آئے تو
اس نے ان سے کہا "تم مجھے کیوں ڈھونڈتے تھے! کیا تم کو معلوم نہ تھا کہ مجھے
اپنے باپ کے ہاں ہونا ضروری ہے؟" جب وہ چالیس دن تک بھوکا رہا اور
شیطان نے اس سے پتھروں کو روٹیاں بنانے کے لئے کہا تو مسیح نے کہا کہ وہ
خدا کے کلام کے سہارے جیتا ہے۔ جب لوگوں نے اس کے کام اور کلام کو قبول نہ
کیا تو اس نے کہا "اے باپ آسمان اور زمین کے خداوند میں تیری حمد کرتا ہوں
کہ تو نے یہ باتیں داناؤں اور عقلمندوں سے چھپائیں اور بچوں پر ظاہر کیں"
(متی ۱۱ : ۲۵)۔ زمینی زندگی کے دوران بھی ہم اکثر خداوند مسیح کو خدا کی عبادت
میں دیکھتے ہیں "اور صبح ہی دن نکلنے سے بہت پہلے وہ اٹھ کر نکلا اور ایک ویران

جگہ میں گیا اور وہاں دعا کی" (مرقس ۱ : ۳۵)۔اب دکھ اور اذیت کی گھڑی میں بھی خدا کے ساتھ رفاقت قائم کئے ہوئے ہے۔ خدا کی مرضی کو پورا کرنے کے بعد اب اپنی روح باپ کے سپرد کر رہا ہے۔ خدا کرے کہ ہم اُس کی فرمانبرداری کرنے لگ جائیں۔ بائبل کا فرمان ہے " حکم ماننا قربانی چڑھانے سے بہتر ہے"۔ آپ نے ایک فرمانبردار لڑکے کی کہانی تو سنی ہوگی۔ اگر نہیں تو سنیئے۔ ایک بڑھیا کا ایک ہی لڑکا تھا۔ ایک دن وہ ایک قافلہ کے ساتھ دوسرے شہر کو گیا یہ ان دنوں کی بات ہے جب کہ موٹریں اور ریل گاڑیاں نہیں تھیں اور لوگ قافلے کی صورت میں ایک جگہ سے دوسری جگہ جاتے تھے۔ لڑکے کے سفر پہ روانہ ہونے سے پہلے اس کی ماں نے اسے تیس روپے دیئے اور اس کی قمیض کی بغل میں سی دیئے اور ساتھ ہی تاکید کی کہ بیٹا ہمیشہ سچ بولنا۔ جب قافلہ سفر کر رہا تھا تو اچانک ڈاکوؤں نے آگھیرا ہر ایک سے جو کچھ تھا چھین لیا۔ ایک ڈاکو نے اس لڑکے سے کہا " تمہارے پاس کچھ ہے"؟ لڑکے نے فوراً کہا۔" ہاں میرے پاس تیس روپے ہیں"۔ ڈاکو نے جب روپے دیکھے تو حیران ہوا اور لڑکے سے کہا " اچھے لڑکے تم نے جھوٹ بول کر یہ روپے کیوں نہ بچالیئے" لڑکے نے کہا" سفر پہ روانہ ہوتے وقت میری ماں نے کہا تھا " بیٹا سچ بولنا، اور ماں کی فرمانبرداری کرنا میرا فرض ہے"۔ اس بیٹے کی فرمانبرداری سے سب متاثر ہوتے ہیں۔ لیکن مسیح کی فرمانبرداری دیکھئے کہ جس نے خدا کی تابعداری میں اپنی جان دے دی۔ کاش کہ ہم سب پولس کیساتھ مل کر کہہ سکیں " اسی باعث سے میں یہ دکھ بھی اٹھاتا ہوں ... اور مجھے یقین ہے کہ وہ میری امانت کی اس دن تک حفاظت کر سکتا ہے" (۲۔ تیمتھیس ۱ : ۱۲) کیا آپ اس کی فرمانبرداری کر رہے ہیں؟ رسول رومیوں کی کلیسیا کو لکھتا ہے " پس اے بھائیو! میں خدا کی رحمتیں یاد دلا کر تم سے التماس کرتا ہوں کہ اپنے بدن ایسی قربانی ہونے کے لئے نذر کرو جو زندہ اور پاک اور خدا کو پسندیدہ ہو، یہی تمہاری معقول عبادت ہے" (رومیوں ۱۲ : ۱)۔ آپ اپنی قوتِ ارادی سے کچھ نہیں کر سکتے۔ اس کے پاس آیئے

جس نے صلیبی موت برداشت کی۔ وہ آپ کی مردہ قوتِ ارادی کو از سرِ نو تازہ کرے گا اور اس میں زندگی کی روح پھونکے گا۔

۴۔ یہ نجات دہندہ کی یکتائی کا آئینہ دار ہے

مسیحیت کی تاریخ گواہ ہے کہ مسیحیوں نے اپنے نجات دہندہ اور خداوند کو دیگر انبیاء، اولیا، مصلحین یا مرسلین کی قطار میں شمار نہیں کیا، کیونکہ اس کی پیدائش مذاہبِ عالم کے بانیوں کی پیدائش سے فرق ہے۔ جب سے انسان خلق کیا گیا اس وقت سے لے کر دورِ حاضرہ تک کوئی شخص خواہ کتنا ہی عظیم انسان کیوں نہ ہو، خداوند مسیح کی طرح کنواری کے بطنِ اطہر سے "خدا تعالیٰ کی قدرت" سے پیدا نہیں ہوا (متی ۱: ۲۰؛ لوقا ۱: ۳۴) اور نہ تا قیامت پیدا ہوگا۔ تمام انبیاء نے اپنے گنہگار ہونے کا اقرار کیا اور مر کر خاک میں مل گئے۔ لیکن مسیح خداوند نے موت اور قبر پر فتح پائی اور تیسرے دن مردوں میں سے زندہ ہوا۔ مسیح کی بے داغ اور پرکشش شخصیت اور یکتا تعلیم نے دنیا کی ذلیل ترین اقوام کو چاہِ ضلالت سے نکال کر اوجِ ثریا پر کھڑا کر دیا۔ آپ نے انسانی ذات کی اندھیر نگری کو منور کر دیا۔ جس طرح سیارے آفتاب کی روشنی سے درخشاں ہیں، اسی طرح نظامِ دنیا اسی ایک نیر کے نور کا شرمندۂ احسان ہے۔ "اور یہ بات کسی ایک قوم، زمانہ اور ملک سے مختص نہیں، بلکہ ہر قوم، زمانہ اور ملک کا تجربہ بھی یہی ہے۔" اگر کسی قوم نے خدا کی حقیقی پہچان حاصل کی ہے تو وہ صرف مسیح کے طفیل حاصل کیا ہے۔ "خدا کو کبھی کسی نے نہیں دیکھا۔ اکلوتا بیٹا جو باپ کی گود میں ہے اسی نے اس کو ظاہر کیا" (یوحنا ۱: ۱۸) اسی کا دعویٰ ہے "باپ مجھ سے اس لئے محبت رکھتا ہے کہ میں اپنی جان دیتا ہوں تاکہ اسے پھر لے لوں۔ کوئی اسے مجھ سے چھینتا نہیں، بلکہ میں اسے آپ ہی دیتا ہوں۔ مجھے اس کے دینے

کا بھی اختیار ہے اور اسے پھر لینے کا بھی اختیار ہے۔ یہ حکم میرے باپ سے مجھے ملا" (یوحنا ۱۰: ۱۱-۱۸)۔ مسیح نے خود اپنی جان پیش کی۔ وہ دشمنوں کے سامنے بے بس نہ تھا۔ جب یہوداہ اسکریوتی اور رومی سپاہی لاٹھیاں اور تلواریں لے کر اسے پکڑنے کے لئے آئے۔ تو اس نے آگے بڑھ کر ان سے سوال کیا "تم کسے ڈھونڈتے ہو؟" انہوں نے کہا "یسوع ناصری کو"۔ یسوع نے کہا "میں ہی ہوں"۔ یہ الفاظ سنتے ہی وہ ڈر گئے اور پیچھے ہٹ کر زمین پر گر پڑے۔ اس وقت مسیح خداوند آسانی سے کھسک سکتا تھا۔ لیکن وہ وہاں سے بلا نہیں اپنے آپ کو ان کے حوالے کر دیا تاکہ بنی نوع انسان کے گناہوں کا کفارہ ہو۔ اگرچہ ستفنس اور دوسرے شہیدوں نے بھی اپنی روحیں خدا کے سپرد کیں لیکن انہوں نے کہا "اے خداوند میری روح کو قبول کر"۔ جس سے ظاہر ہے کہ ان کی روحیں ان کے قبضہ میں نہ تھیں۔ یہ الفاظ "اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں" ظاہر کرتے ہیں کہ مسیح اس دنیا کی واحد شخصیت تھا جس کی روح اس کے قبضہ میں تھی۔

۵۔ یہ ابدی سلامتی کی جگہ کی نشاندہی کرتا ہے

انسان نے مادی لحاظ سے اتنی ترقی کی ہے کہ آج اگر ابتدائی نسلوں کا قدیم انسان زندہ ہوتا تو اس کی روح لرز اٹھتی اور وہ حیرت زدہ ہو جاتا۔ انسان نے ایسے ایسے مہلک ہتھیار اور تباہ کن بم بنائے ہیں کہ ان کی تباہ کاری کے بارے میں سوچ کر کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ بہت سے لوگ پریشانی میں گرفتار ہیں کہ کہیں جنگ نہ چھڑ جائے۔ دلوں میں سکون اور اطمینان نہیں۔ دنیا ایک ایسے دور کی آرزومند ہے جب سلامتی اور سکون ہوگا۔ شیطانی طاقتیں مغلوب ہو جائیں گی۔ گناہ کی تاریکیاں مٹ جائیں گی اور پاکیزگی کا نور چمکے گا۔ یہ

لازوال سلامتی اور ابدی سکون صرف خداوند یسوع مسیح ہی دے سکتا ہے جو سلامتی کا شہزادہ ہے۔ اس نے خود دکھ اٹھایا۔ وہ خود پریشان رہا تاکہ انسان سکون میں رہے۔ اس نے کہا "میرا باپ جس نے مجھے وہ دی ہیں، سب سے بڑا ہے اور کوئی انہیں باپ کے ہاتھ سے چھین نہیں سکتا" (یوحنا ۱۰: ۲۹)۔ جب ہم اپنے آپ کو باپ کے ہاتھ میں سونپ دیتے ہیں تو دنیاوی پریشانیوں سے گھبراتے نہیں۔ طوفانِ نوح کے وقت جب کشتی کا دروازہ خدا نے بند کر دیا، تو طوفان کی تند و تیز لہریں بھی کشتی کو نقصان نہ پہنچا سکیں۔ جتنے اس میں داخل ہو گئے بچ گئے اور باہر رہنے والے تباہ ہو گئے۔

وہ لوگ جو اپنی کوشش اور تدبیر سے سکونِ قلب کے متلاشی ہیں، وہ سلامتی کے بجائے اور زیادہ پریشانی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ مسرف بیٹے پر جب مشکلات کا دور شروع ہوا تو اس نے اپنی ذاتی کوشش سے اپنی پریشانی کو دور کرنا چاہا لیکن سؤر چرانے پڑے اور جانوروں کی طرح پھلیاں کھانی پڑیں۔ لیکن جب اس نے اپنے گناہوں کو ترک کر کے اپنے آپ کو باپ کے سپرد کر دیا، تو زندگی یکسر بدل گئی، ہر طرف خوشی، سکون اور سلامتی نظر آنے لگی اور وہ آرام اور چین سے اپنے باپ کے گھر میں بہت سے مکان ہیں۔ میں جاتا ہوں تاکہ تمہارے لئے جگہ تیار کروں اور پھر آکر تم کو بھی ساتھ لے جاؤں گا، تاکہ جہاں میں ہوں تم بھی ہو" (یوحنا) آپ کیوں باطل امیدوں سے سکون کی تمنا لگائے بیٹھے ہیں؟ دنیا کی واحد امید تو یسوع ہے وہ آپ کو کامل سکون دے سکتا ہے۔

۶۔ یہ خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کی مبارک حالی کو پیش کرتا ہے

خدا کے ساتھ رفاقت ہر جگہ اور ہر حالت میں باعثِ بہجت و مسرت

ہو سکتی ہے۔ مسیح خداوند صلیب پر لٹکا ہوا تھا اور بہت سے لوگ اُس کی صلیب کے گرد جمع تھے جو اس پر لعن طعن کر رہے تھے۔ لیکن اِس اذیت اور دکھ کی گھڑی میں بھی مسیح اور خدا کے درمیان رشتۂ رفاقت قائم رہا۔ یہ خدا کی مہربانی ہے کہ ہم ہر حالت اور ہر جگہ میں اس کی مسرت بخش رفاقت سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ خدا کے ساتھ رفاقت ایمان کے وسیلہ سے ہوتی ہے اور ایمان خارجی اثرات سے متاثر نہیں ہوتا۔ یہ ایمان ہی کی قوت تھی کہ پرانے عہد نامے کے تین ایمانداروں نے آگ کی بھٹی میں بھی خدا کے ساتھ اپنی رفاقت رکھی اور آگ اُن کا کچھ بگاڑ نہ سکی۔ یہ ایمان ہی کا کرشمہ تھا کہ دانی ایل بھوکے شیروں کے سامنے بھی محفوظ ہے۔ یہ خدا کے ساتھ رفاقت رکھنے کا ہی نتیجہ تھا کہ پولُس اور سیلاس فلپی شہر کے قید خانہ میں بھی حمد و ستائش کے گیت گاتے ہیں اور قید خانہ کے دروازے اُن پر کھل گئے اور داروغہ نجات پاگیا۔ زبور نویس لکھتا ہے "بلکہ خواہ موت کے سایہ کی وادی میں سے میرا گزر ہو، میں کسی بلا سے نہیں ڈروں گا، کیونکہ تو میرے ساتھ ہے" (زبور ۲۳ : ۴) جب ہم اپنے آپ کو خدا کے ہاتھوں میں دے دیتے ہیں، تو پھر وہ ہماری حفاظت کرتا ہے۔ اب موت سے ڈرنے کا بھی کوئی جواز نہیں، کیونکہ موت مغلوب ہو گئی۔ ایماندار کے لئے اب موت ایک دروازہ ہے۔ جو اس کو خدائے قدوس کی رفاقت میں لے جاتا ہے۔ جہاں سکون اور چین ہے۔ اگرچہ ہم اس دنیا میں دکھ اٹھاتے ہیں، لیکن آئندہ تو ابدی سکون میں رہیں گے۔

سادھو سندر سنگھ کے باپ نے سندر سنگھ سے کہا "بیٹا جو خوشی اور اطمینان مسیحی ہونے کے بعد پاتے تھے۔ ملاحظہ۔ میرے گھر میں نہیں تھا۔ اب تو مصیبتوں اور دکھوں میں بھی خوش رہتا ہے۔" اپنے آپ کو اُس کے ہاتھوں میں ڈال دیجئے، وہ آپ کی حفاظت کرے گا۔ لیکن گنہگار رہتے ہوئے زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا بڑی ہولناک بات ہے۔

لیکن جب ہم اپنی خودی سے انکار اور اپنے گناہوں کو ترک کر کے عاجزی اور انکساری سے اس کے قدموں میں گر پڑتے ہیں تو پھر وہ ہمیں اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اس وقت دنیا کی کوئی چیز ہمیں پریشان نہیں کر سکتی۔

۷۔ یہ روح کی حقیقی پناہ گاہ کے بارے میں بتاتا ہے

یہ کلام اس حقیقت کا علمبردار ہے کہ ہر ایماندار روح کی حقیقی اور اصل جگہ خدائے قدوس کی حضوری ہے۔ انسانی جسم میں من اور روح ہیں۔ روح اعلیٰ اور افضل ہے۔ اس لئے یہ قیمتی خزانہ خدا باپ کے حوالے کرنا چاہئے۔ یسوع خداوند نے کہا "اے باپ میں اپنی روح تیرے ہاتھ میں سونپتا ہوں۔" جس نے اپنی روح کو اس کی موزوں جگہ کے لئے باپ کے سپرد کر دیا۔ ہر شخص کو اپنی روح کے بارے میں فکر کرنی چاہئے تاکہ اس کی روح اپنے خالق کے پاس جائے۔ غریب لعزر کی روح اصل جگہ پہنچ گئی، جہاں آرام اور چین اور سکھ ہے۔ لیکن برعکس اس کے امیر آدمی کی روح آگ کی بھٹی میں گئی۔ لوگ اپنے جسم کی تو بہت حفاظت کرتے ہیں۔ اس کو صاف ستھرا رکھتے ہیں اور اچھے اچھے کپڑے پہنتے ہیں۔ لیکن کیا ہم نے اپنی روح کی بھی فکر کی۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے "روپیہ کھویا جائے تو کچھ نہیں کھویا جاتا۔ صحت کھویا جائے تو بہت کچھ کھویا جاتا ہے۔ عزت کھوئی جائے تو تقریباً سب کچھ...... لیکن روح کھوئی جائے تو سب کچھ کھویا جاتا ہے۔" سوچئے کہیں آپ نے اپنی روح تو نہیں کھو دی۔

اس دنیا میں مصیبتوں اور دکھوں کا آنا کوئی عجیب بات نہیں، لیکن جب آپ اپنی روح کو اس کے حوالے کر دیتے ہیں تو وہ آپ کی حفاظت کرتا ہے

اور ہمیں دنیا، شیطان اور گناہ پر غلبہ پانے کی طاقت بخشتا ہے۔ وہ ہی ہمارے چھپنے
کی جگہ ہے۔ وہ ہمارا محکم قلعہ ہے۔ وہی ہماری چٹان ہے۔" جو حق تعالیٰ کے
پردہ میں رہتا ہے، وہ قادرِ مطلق کے سایہ میں سکونت کرے گا"
(زبور ۹۱:۱)۔